

اخبار الرایہ

شمار نمبر 626

(18-ستمبر-2026)

(عربی سے ترجمہ)

فتح قسطنطنیہ کی سالگرہ: ایک بشارت جو پوری ہوئی اور آنے والی دیگر بشارتیں 2

سوڈان کی ایتھوپیا کے ساتھ کشیدگی 6

ایک ٹریلین (trillion) ڈالر چند گھنٹوں میں ڈوب گئے! 14

حزب التحریر / ولایہ ترکیہ کانفرنس: "معاشرہ اس ہاتھ کا منتظر ہے جو امداد کے لیے اس کی طرف بڑھے" 16

برازیل کے انتخابات 2026ء امریکہ کے منہ پر ایک تھپڑ 18

امریکی مڈٹرم انتخابات 22

مدد! مدد! اے مسلمانو کی فوجو! 26

﴿فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ﴾ 28

مراکش کا خیانت و ایجنٹی کی دلدل میں غرق ہونا 29

سوڈان میں موت کے تین پر 31

کیا عالمی معیشت مضبوط ہے یا اس کی سکت ختم ہونے کے قریب ہے؟ 35

اے پاکستان کی افواج! امریکہ کے چنگل سے امت کو بچانے کی سب سے بڑی ذمہ داری تمہاری ہے 40

افغانستان اور پاکستان میں صاحبِ اقتدار اور بااثر مخلصین کے نام 42

امت کی سب سے بڑی مصیبت اس کے اپنے حکمران ہیں۔ اگر یہ حکمران نہ ہوتے تو نہ یہودیوں کو امت پر دست درازی کرنے اور نہ ہی اس کے نبی ﷺ کی جائے اسرا (مسجدِ اقصیٰ) پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی جرات ہوتی، اور نہ ہی امریکہ، برطانیہ، بھارت، روس، چین، یورپ اور کفر کی تمام ملتوں کو اس پر دباؤ ڈالنے کا موقع ملتا۔ یہ حکمران انہی کفار کے، ان کے مفادات کے اور ان کے استعماری منصوبوں کے وفادار ہیں۔

اداریہ

فتح قسطنطنیہ کی سالگرہ: ایک بشارت جو پوری ہوئی اور آنے والی دیگر بشارتیں

تحریر: استاد عبد اللہ حسین (ابو محمد الفاتح)

(ترجمہ)

ہمارے سامنے فتح قسطنطنیہ کی سالگرہ گزر رہی ہے جو 20 جمادی الاولی 857ھ بمطابق 29 مئی 1453ء کو سلطان محمد فاتح بن مراد ثانی کے ہاتھوں حاصل ہوئی تھی، جس کے ذریعے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بشارت کو سچا کر دکھایا۔ **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَكْتُبُ إِذْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلاً قُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَدِينَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ أَوَّلاً» يَعْنِي قُسْطَنْطِينِيَّةَ.** حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: 'ان دو شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہو گا، قسطنطنیہ یا روم؟' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ہرقل کا شہر پہلے فتح ہو گا'، یعنی قسطنطنیہ۔" **وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ» قَالَ: فَدَعَانِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَغَزَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ.** اور حضرت عبد اللہ بن بشر الخثعمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قسطنطنیہ ضرور فتح ہو گا؛ پس کتنا بہترین امیر ہو گا اس کا امیر، اور کتنی بہترین ہو گی وہ فوج!" راوی کہتے ہیں: پھر مجھے مسلمہ بن عبد الملک نے بلایا اور مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا، تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے قسطنطنیہ پر لشکر کشی کی۔

یہ بشارت نوجوان محمد فاتح کے ہاتھوں پوری ہوئی، جن کی عمر اس وقت 21 سال سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن ان کی تربیت بچپن ہی سے درست اور بہترین انداز میں کی گئی تھی۔ ان کے والد سلطان مراد ثانی نے ان پر خاص توجہ دی اور انہیں اپنے دور کے بہترین اساتذہ کی شاگردی میں دیا۔ ان اساتذہ میں احمد بن اسماعیل الکورانی بھی شامل تھے، جن کے بارے میں امام سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فاتح کے پہلے معلم تھے۔ انہوں نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ "ایک جلیل القدر عالم اور فقیہ تھے، جن کی برتری اور مہارت کی گواہی ان کے دور کے علماء نے دی، بلکہ وہ انہیں ان کے زمانے کا 'ابو حنیفہ' کہا کرتے تھے"۔ اسی طرح شیخ آق شمس الدین سنقر تھے، جنہوں نے بچپن ہی سے ان کے ذہن میں "فتح قسطنطنیہ" کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث راسخ کر دی تھی، اور یہ نوجوان اس شوق کے ساتھ بڑا ہوا کہ یہ فتح اسی کے ہاتھوں حاصل ہو۔

شیخ آق شمس الدین نے محمد فاتح کو بنیادی علوم یعنی قرآن، حدیث، سنتِ نبوی اور فقہ کی تعلیم دی۔ نیز انہیں عربی، فارسی اور ترکی زبانیں بھی سکھائیں، اور انہیں کچھ طبعی و عمرانی علوم جیسے ریاضی، فلکیات اور تاریخ بھی پڑھائے۔ یہ سب ان کی شہسواری اور فنونِ سپاہ گری میں شجاعت کے علاوہ تھا۔

اور اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انہیں سرفراز فرمایا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے مستحق ٹھہرے۔ پس فاتح کیا ہی بہترین قائد تھے اور ان کا لشکر کیا ہی بہترین لشکر تھا! ان کے دل ایمان سے لبریز تھے اور ان کے اعضاء تیاری اور سچے جہاد کے لیے متحرک ہو چکے تھے۔ انہوں نے اللہ کے دین کی نصرت کی تو اللہ نے اس عظیم فتح کے ذریعے ان کی نصرت فرمائی، پس تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

سلطان فاتح دور اندیش، صائب الرائے اور صاحب بصیرت تھے۔ وہ جب بھی کوئی خامی دیکھتے، اللہ کے اذن سے اس کا صحیح علاج کرتے، اور جب بھی کوئی رکاوٹ سامنے آتی، اللہ کی مدد سے اسے دور کر دیتے تھے۔ ان کے سامنے تین بڑی رکاوٹیں آئیں جنہیں انہوں نے انتہائی تیز فہمی اور نمایاں ذہانت سے حل کیا:

1- ان کے مجاہدین نے فصیل کے باہر کھلے میدان میں شدید سردی کی شکایت کی، تو انہوں نے ان کے لیے ایک قلعہ تعمیر کروا دیا تاکہ ضرورت کے وقت وہ وہاں پناہ لے سکیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اگر محاصرہ طویل ہو جائے تو فوج محاصرہ اٹھا کر واپس چلی جائے، جیسا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے سابقہ مسلم لشکروں نے کیا تھا؛ بلکہ ان کا عزم یہ تھا کہ قسطنطنیہ کی فتح کے بغیر واپسی نہیں ہو گی، ان شاء اللہ۔

2- اسی طرح قسطنطنیہ کی فصیلیں تین تہوں پر مشتمل تھیں اور ہر تہ کے درمیان چند میٹر کا فاصلہ تھا۔ اس معاملے میں سلطان فاتح سخت فکر مند تھے، کیونکہ ان کے دور میں شدید تباہ کن صلاحیت والے ہتھیار موجود نہ تھے۔ ان کے پاس سب سے طاقتور ہتھیار منجنیق (catapult) تھی، جو بڑے سائز کے پتھر تو پھینکتی تھی لیکن اتنی بڑی فصیل میں شگاف ڈالنے کے لیے کافی نہ تھی۔ چونکہ محمد فاتح دنیا کی عسکری صلاحیتوں پر نظر رکھتے تھے، اس لیے ان کے علم میں آیا کہ اوربان نامی ایک ہنگری کے انجینئر نے خاص طاقت والی توپیں بنانے کا منصوبہ تیار کیا ہے جو فصیلوں کو زمین بوس کر سکتی ہیں۔ اوربان نے پہلے اپنی خدمات قسطنطنیہ کے شہنشاہ کے سامنے پیش کی تھیں لیکن اس نے اس پر توجہ نہ دی۔ تاہم سلطان فاتح نے اس کا شاندار استقبال کیا، اس پر بے دریغ مال نچھاور کیا اور تمام وہ وسائل فراہم کیے جن سے وہ اپنی ایجاد مکمل کر سکے۔ چنانچہ اوربان نے عثمانی انجینئرز کے تعاون سے توپیں بنانا شروع کیں، اور سلطان فاتح خود ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ ابھی تین ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ اوربان نے تین بڑی توپیں تیار کر لیں، اور ایک توپ کے گولے کا وزن تقریباً ڈیڑھ ٹن تھا۔ سلطان فاتح نے فصیل کے قریب توپ کا تجربہ کرنا مناسب نہ سمجھا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نتائج توقع کے مطابق نہ ہوں اور فصیل کے پیچھے سے رومی اسے دیکھ لیں، جس سے مسلمانوں کی ہیبت پر اثر پڑے۔ چنانچہ انہوں نے ادرنہ میں تجربہ کیا جو کامیاب رہا، جس پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ان تینوں توپوں کو قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب منتقل کر دیا۔

3- پھر ایک اور معاملہ تھا جو ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ قسطنطنیہ کے گرد خلیج والے علاقے میں فصیل کمزور ہے۔ اگرچہ رومی بھی اس بات سے واقف تھے، لیکن وہ اس بات پر مطمئن تھے کہ مسلمانوں کے بحری جہاز خلیج کے دہانے پر لگی لوہے کی زنجیر کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر سلطان فاتح نے خلیج کی سمت فصیل کے سامنے والی پہاڑی کی سطح سے جہازوں کو پھسلانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے پہاڑی کی سطح پر لکڑیاں نصب کیں اور ان پر زیتون کا تیل اور چربی کثرت سے ڈالی، پھر ان پر جہازوں کو پھسلایا اور صرف ایک ہی رات میں 70 بحری جہاز خلیج میں اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ معاملہ رومیوں کے لیے انتہائی حیران کن تھا۔ جب صبح ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے بحری جہازوں کو خلیج میں دیکھا تو ان کے دل خوف و ہراس سے بھر گئے، اور بالآخر نصرت اور فتح حاصل ہوئی، فالحمد للہ رب العالمین۔

ہم درج ذیل اسباب کی بنا پر فتح قسطنطنیہ کی یاد تازہ کرتے ہیں:

پہلا سبب: تاکہ ہر صاحبِ بصیرت دیکھ لے کہ جب مسلمانوں کا اسلام عملی زندگی میں نافذ ہوتا ہے تو ان کی عظمت کتنی بلند ہوتی ہے، اس وقت کفر کا کوئی وجود قائم نہیں رہ سکتا، بلکہ حق کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اذان کی بلندی کی طرح بلند ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوا، چنانچہ فارس اور بازنطین (Byzantine) اس کے سامنے سرنگوں ہو گئے، اور عنقریب ان شاء اللہ بازنطین کی بہن 'روما' بھی ان کے ساتھ مل جائے گی، جو فتحِ روم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے دوسرے حصے کی تصدیق ہو گی۔

دوسرا سبب: تاکہ تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی دیگر تین بشارتوں کے پورا ہونے سے مطمئن ہو جائیں، جس طرح پہلی بشارت پوری ہوئی۔ آپ ﷺ نے ہمیں فتح قسطنطنیہ، فتحِ روم، نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کی واپسی، اور یہودیوں کے خلاف جنگ اور ان کی بدترین شکست کی بشارت دی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے، یہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔ اور آپ ﷺ کی باقی تینوں بشارتیں اللہ کے اذن سے ضرور پوری ہوں گی، لیکن وہ آسمان سے فرشتوں کے نازل ہونے سے پوری نہیں ہوں گی جو ہمیں یہ بشارتیں تحفے میں دے دیں، بلکہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ ہم اس کے دین کی نصرت کریں تو وہ ہماری نصرت فرمائے گا۔ پس ہم اس کی شریعت قائم کریں گے، اس کی ریاست کے محل کو بلند کریں گے اور اس کی راہ میں جہاد کریں گے، اور تب زمین باقی تینوں بشارتوں سے جگمگا اٹھے گی اور زمین ایک بار پھر خلافتِ راشدہ سے منور ہو جائے گی۔

پس ان تینوں بشارتوں کو حاصل کرنے کے لیے سنجیدہ اور انتھک جدوجہد کی طرف قدم بڑھائیے، جن میں سب سے مقدم خلافتِ راشدہ کا قیام ہے جس کے ذریعے ہم باقی دو بشارتیں حاصل کریں گے، یعنی یہودیوں کے خلاف جنگ اور ان کے غاصب وجود کا خاتمہ، اور اللہ کے اذن سے روم اور صلیب کے تمام شہروں واشنگٹن، لندن اور پیرس کی فتح۔ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجاً﴾ "جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیں۔" (سورۃ النصر: 1-2)

سوڈان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے رکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

سوڈان کی ایتھوپیا کے ساتھ کشیدگی

(ترجمہ)

سوال: سوڈانی خبر رساں نیٹ ورک 'عاین' (Ayin) نے 9/11/2026 کو شائع کیا: ("سوڈانی جنگ کا دائرہ وسیع ہونے اور شمالی ایتھوپیا میں تنازعات کے دوبارہ بھڑک اٹھنے کے ساتھ ہی، اس بات کے خدشات بڑھ گئے ہیں کہ مشترکہ سرحد براہِ راست فریقین سے ہٹ کر علاقائی حساب کتاب برابر کرنے کا ایک کھلا میدان بن جائے گی...")۔ اس سے قبل روئٹرز (Reuters) نے 4/11/2026 کو ایک سینئر ایتھوپین اہلکار کے حوالے سے خبر دی تھی کہ ("ان کے ملک نے سرحدی قصبے اسوسہ (Asosa) میں سوڈانی قونصل خانہ بند کر دیا ہے اور وہاں کام کرنے والے چھ سفارت کاروں کو 48 گھنٹوں کے اندر ملک چھوڑنے کا حکم دیا ہے")۔ خبر رساں ایجنسی نے سوڈانی حکام کے حوالے سے بھی نقل کیا کہ ("سوڈانی حکومت نے اس کے جواب میں مشرقی سوڈان کے شہر قضارف (Gadarif) میں ایتھوپین قونصل خانہ بند کر دیا اور وہاں کام کرنے والے سفارت کاروں کو نکال دیا")۔ سوڈانی وزارتِ خارجہ کے انڈر سیکرٹری نے سوڈان میں متعین سفارتی مشنز کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ ("ایتھوپیا کا اسوسہ بیس 'ریپڈ سپورٹ فورسز' (Rapid Support Forces) کو ہتھیار اور سامان فراہم کرنے کا مرکز بن چکا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ فوجی کارروائیوں میں حصہ لینے کے لیے غیر ملکی جنگجوؤں اور کرائے کے فوجیوں کے سوڈانی سرزمین میں داخلے میں بھی سہولت فراہم کر رہا ہے..." اخبار سوڈان، 4/11/2026)۔ تو ان دونوں ملکوں کے درمیان اس کشیدگی کے پیچھے کیا عوامل ہیں؟ اور کیا اس میں امریکہ کا کوئی کردار ہے جو سوڈانی حکومت پر علیحدگی پسند باغیوں کے ساتھ بیٹھنے کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے؟

جواب: مذکورہ بالا سوالات کا جواب واضح کرنے کے لیے ہم درج ذیل امور کا جائزہ لیتے ہیں:

1- امریکہ دارفور (Darfur) کو سوڈان سے الگ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے... چنانچہ اس کی وہ تجاویز جو اس نے 20/6/2026 کو امریکی صدر کے مبعوث برائے عرب و ایشیائی امور مسعد بولس (Massad Boulos) کے ذریعے پیش کی تھیں، سوڈان کو امر واقعہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ یہ تجاویز ایک ایسی دستاویز کے تحت

پیش کی گئی ہیں جس میں پورے ملک کی سطح پر 90 دن کے لیے فوری اور جامع انسانی بنیادوں پر ہوائی و زمینی جنگ بندی کا اعلان شامل ہے... ہم نے 29/7/2026 کے جوابِ سوال میں ذکر کیا تھا کہ ["امریکی تجویز میں انسانی امداد کی فراہمی کے بہانے جس جنگ بندی کو شامل کیا گیا ہے، جب وہ 'ریپڈ سپورٹ فورسز' جیسے علیحدگی پسند باغیوں کے ساتھ کی جائے تو یہ ان کے وجود کو تسلیم کرتی ہے اور انہیں اسی حالت پر برقرار رکھتی ہے جس پر وہ ہیں... اسی طرح جب دستاویز (سیکیورٹی انتظامات جس میں فورسز کے انخلاء اور دوبارہ تعیناتی کے اقدامات شامل ہیں) کی بات کرتی ہے تو یہ ریپڈ سپورٹ فورسز کے وجود اور تسلسل کی تصدیق کرتی ہے اور ان کے خاتمے و ان کی تحلیل کی بات کرنے سے گریز کرتی ہے، بلکہ جب یہ ریپڈ سپورٹ فورسز کو دوبارہ تعینات ہونے کی دعوت دیتی ہے تو ضمنی طور پر ان کے قائم رہنے کا تقاضا کرتی ہے... اور یہ ملک کی سرکاری فوج اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کرنے والوں، یعنی ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان برابری قائم کرتی ہے... دستاویز میں (محدود عسکری انخلاء) کا مطالبہ اس بہانے کیا گیا کہ (انسانی امداد کی رسائی کو آسان بنایا جائے، شہریوں کا تحفظ کیا جائے اور بے گھر افراد کی واپسی کے لیے حالات سازگار بنائے جائیں...) اور یہ بات ان فورسز کو تحلیل کیے بغیر اور ختم کیے بغیر برقرار رکھنے کی تصدیق کرتی ہے... اور اس دستاویز میں اس وقت ریپڈ سپورٹ فورسز کے وجود اور ان کے غلبے کی مشروعیت (legitimacy) کی تصدیق ہوتی ہے جب وہ اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ (جنگ بندی کے دورانیے کو مستقل فائر بندی تک پہنچنے کے لیے مذاکرات اور ایک سول اتھارٹی کی قیادت میں عبوری مرحلے کے آغاز کے لیے استعمال کیا جائے)، لہٰذا وہ ریپڈ سپورٹ فورسز کی طرف علیحدگی پسند اور باغی فورسز کی حیثیت سے اشارہ نہیں کرتی بلکہ سوڈان کو تقسیم کرنے والی اس کی علیحدگی پسند حکومت کو تسلیم کرتی ہے"]۔ اور ہم نے کہا تھا کہ ["معلومات کے لیے، حالیہ امریکی تجویز کوئی نئی نہیں ہے، بلکہ یہ پرانی ہے، جو 12/9/2025 کو چار رکنی گروپ (امریکہ، سعودی عرب، مصر اور متحدہ عرب امارات) کے نام سے جاری ہونے والی امریکی تجویز کی تجدید کرتی ہے جو 3 ماہ کی انسانی جنگ بندی کی دعوت دیتی ہے جو مستقل فائر بندی پر منتج ہو"]۔ پس یہ بات دارفور پر ریپڈ سپورٹ فورسز کے کنٹرول کو تسلیم کرنے کے امریکی منصوبے کی تصدیق کرتی ہے جس کا مقصد اس علاقے کو الگ کرنا ہے...

2- سوڈان نے امریکی مبعوث بولس کی دستاویز کو مسترد کرنے کا اعلان کیا اور مخصوص شرائط کے ساتھ اسے قبول کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی، چنانچہ ہم نے 29/7/2026 کو جاری کردہ اپنے جوابِ سوال میں کہا تھا: [...20/6/2026 کو جاری ہونے والی حالیہ امریکی تجویز پر 25/6/2026 کو سوڈانی ردِ عمل سامنے آیا، اور اس کی تفصیلات تاخیر سے شائع کی گئیں، چنانچہ الجزیرہ نیٹ ورک نے 10/7/2026 کو سرکاری سوڈانی ذرائع کے حوالے سے حکومت کا امریکی تجویز

پر ردِ عمل نقل کیا۔ ان ذرائع نے بتایا(...اور سوڈانی حکومتی ردِ عمل کی دوسری دستاویز میں شامل تھا: "ریپڈ سپورٹ فورسز کا شہروں سے انخلاء اور انہیں تین مراحل کے ذریعے مخصوص سائٹس پر جمع کرنا: پہلا مرحلہ 30 دنوں کے اندر نافذ ہو گا جس میں نیل ازرق (Blue Nile) ریجن، شمالی کردفان (North Kordofan) کی ریاست، اور شمالی و وسطی اور مغربی دارفور سے انخلاء شامل ہے۔ دوسرا مرحلہ پہلے مرحلے کی تکمیل کے 30 دنوں کے اندر شروع ہو گا، جو کہ مغربی کردفان اور جنوبی دارفور کی ریاستوں کے شہروں سے ریپڈ سپورٹ فورسز کے انخلاء پر مشتمل ہے۔ اور تیسرا مرحلہ: دوسرے مرحلے کے نفاذ کے 30 دنوں کے اندر شروع ہو گا اور اس میں مشرقی اور جنوبی کردفان کی ریاستوں سے انخلاء شامل ہے۔ اور ان کے جمع ہونے کا مقام 'کاودا' (Kauda) طے کیا گیا جو عبدالعزیز الحلو کی قیادت والی 'پیپلز موومنٹ-نارتھ' کا گڑھ ہے جو ریپڈ سپورٹ فورسز کی اتحادی ہے...)۔ پس سوڈانی حکومت کا ریپڈ سپورٹ فورسز سے ان شہروں سے انخلاء کا مطالبہ جن پر اس نے کنٹرول حاصل کر لیا ہے اور پھر مخصوص مقامات پر اس کی دوبارہ تعیناتی، دراصل اس کے وجود کو تسلیم کرنا ہے نہ کہ اسے تحلیل کرنا اور اس کا خاتمہ کرنا... یہ جانتے ہوئے بھی کہ ریپڈ سپورٹ فورسز کے لیے حکومت کے انخلاء کے مطالبات پر لبیک کہنا یا مذاکرات کرنا آسان نہیں ہے، ورنہ وہ بغاوت نہ کرتی اور یہ شناعت نہ پھیلاتی، اور اتنے مظالم و جرائم نہ کرتی اور لاکھوں لوگوں کی بے گھری اور تباہی کا سبب نہ بنتی؛ بلکہ اس معاملہ کو صرف عسکری طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اسے حتمی طور پر ختم کرنے کے عزم سے ہی نپٹایا جا سکتا ہے۔] اقتباس ختم

3-امریکی محکمہ خارجہ نے 23/9/2026 کو ایک بیان جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا: ("سوڈانی مسلح افواج اور ریپڈ سپورٹ فورسز اور ان کی قیادت سوڈان کے آئینی حکمران کی نمائندگی نہیں کرتے" اور امریکی محکمہ خارجہ نے اپنے بیان میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ "امان و سلامتی کو بحال کرنے اور اقتدار سوڈانی عوام کو منتقل کرنے کی کوشش کر رہا ہے"، اور بیان میں ذکر کیا گیا کہ "دونوں فریقوں سے بارہا مطالبہ کیا گیا کہ وہ بغیر کسی شرط کے انسانی بنیادوں پر جنگ بندی قبول کریں اور ایک ایسے جامع سیاسی مکالمے کے لیے پر عزم ہوں جو سول حکومت کی طرف منتقلی کا باعث بنے"... الجزیرہ، 23/9/2026)۔ اور یہ بات خود برہان کے لیے کہی گئی ہے کیونکہ وہ ریاستی اداروں میں سے ایک رسمی ادارے یعنی فوج کے سربراہ ہیں، اور وہی صدارتی سیادت کونسل (Sovereign Council) کے نام پر ملک کو سیاسی طور پر چلا رہے ہیں۔ اور یہ ان کی قیادت کی تسلیم شدگی کو واپس لینے کی دھمکی ہے کیونکہ وہ ایک عسکری قائد ہیں نہ کہ سیاسی، جبکہ وہ خود اس بات کے حریص ہیں کہ امریکہ اور دیگر ملک انہیں سوڈان کے سرکاری صدر کے طور پر تسلیم کریں۔

4-اس کے بعد ایک اور دباؤ کا طریقہ امریکہ نے استعمال کیا؛ امریکہ نے برہان کو ویزا دینے سے انکار کر دیا تا کہ وہ نیویارک نہ آسکیں اور ستمبر 2026 کے دوران اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے معمول کے سالانہ اجلاس میں اپنا خطاب نہ کر سکیں، اس کے باوجود کہ وہ سوڈان کی نمائندگی کرنے والے اعلیٰ ترین سرکاری عہدیدار تھے جیسے کہ نیویارک آنے والے جنرل اسمبلی کے دیگر رکن ممالک کے صدور اور نمائندے تھے... امریکہ نے ویزا کے اجرا کو اس بات سے مشروط کیا کہ برہان 90 دنوں کے لیے فائر بندی کی اس کی تجویز اور امریکی صدر کے مبعوث بولس کی دستاویز میں شامل نکات کو قبول کریں۔ پس برہان سمجھ گئے کہ یہ ان کے آقا امریکہ کی طرف سے ان پر ایک دباؤ ہے تا کہ وہ اس کی تجاویز کو قبول کر کے اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر راضی ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے 26/9/2026 کو جواب دیتے ہوئے کہا: ("یہ ملک کسی دباؤ یا بلیک میلنگ (blackmail) کو قبول نہیں کرے گا" اور انہوں نے کہا: "ہمارا مقصد پورے سوڈان، حتیٰ کہ دارفور کو بھی ان بدقماشوں سے پاک کرنا ہے" الاناطول، 26/9/2026)۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ انہوں نے خود ہی دارفور کو اس وقت ضائع کیا تھا جب امریکہ کے اشارے پر، کہ انخلاء عارضی ہے، انہوں نے وہاں سے بغیر کسی قابلِ ذکر مزاحمت کے فوج کو واپس بلا لیا تھا، حالانکہ وہ انخلاء دارفور میں مستقل قیام اور علیحدہ ریاست کے اعلان کا سبب بنا تھا، اور اب برہان کہہ رہے ہیں: "ہمارا مقصد پورے سوڈان، حتیٰ کہ دارفور کو بھی ان بدقماشوں سے پاک کرنا ہے"!

5-سیادت کونسل کے چیئرمین برہان کی سربراہی میں سوڈانی حکومت پر امریکہ کی طرف سے ان تمام سفارتی دباؤ کے بعد، اب لگتا یہ ہے کہ امریکہ ان پر ایتھوپیا کے ذریعے دباؤ ڈالنا چاہتا ہے... اسی لیے ایتھوپیا کے وزیرِ اعظم ابی احمد (Abiy Ahmed) نے گزشتہ اکتوبر کے آخر میں اپنے ملک کی 12 روسی سوخوئی (Sukhoi) جیٹ طیاروں کے حصول کا جشن مناتے ہوئے کہا: ("یہ جنگی طیارے ان کے ملک کی اسٹریٹجک ڈٹرنس (strategic deterrence) کی صلاحیت کو مضبوط کریں گے۔ لیکن ان جنگی طیاروں کا حصول اور سفارتی تناؤ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سوڈان کے ساتھ ہمہ گیر تصادم عنقریب ہونے والا ہے، اور موجودہ مرحلے میں براہِ راست جنگ کے بارے میں بات کرنا قبل از وقت ہے، ان بوجھ مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جو دونوں فریقوں پر عائد ہوں گے..." اخبار سوڈان، 4/11/2026)۔ اور اس بیان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سوڈان پر جنگ مسلط کرنے کے لیے تیار ہے، لہٰذا اس میں دھمکی کا عنصر موجود ہے، خاص طور پر جب اسے جدید ترین جنگی طیاروں کے حصول کی خبر سے جوڑا جائے۔ اس سے پہلے سوڈانی سیادت کونسل نے 1/11/2026 کو جاری کردہ ایک رپورٹ میں اعلان کیا تھا کہ (فروری اور اکتوبر 2026 کے درمیان ایتھوپین لانچنگ ایریاز سے 70 حملے ریکارڈ کیے گئے جن میں 187 ڈرونز شامل تھے)۔ یہ رپورٹ وزارتِ خارجہ نے ملٹری

انٹیلی جنس اور جنرل انٹیلی جنس کے تعاون سے تیار کی تھی، اور اس میں یہ بھی درج تھا کہ ("ان حملوں میں 484 شہری ہلاک و زخمی ہوئے، اور نیلِ ازرق، خرطوم اور دیگر علاقوں میں فوج کے 176 اہلکار مارے گئے، جن میں ہسپتالوں، رہائشی علاقوں اور ایندھن و بجلی کی تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا"... "اور سوڈان سرحد پار ہونے والی کارروائیوں کی بین الاقوامی ذمہ داری ایتھوپیا پر عائد کرتا ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی سرزمین کے خلاف کیے جانے والے حملوں کو فوراً روکے اور ان ایتھوپین تنصیبات کو بند کرے جو ریپڈ سپورٹ فورسز کے زیر استعمال ہیں"..."اور سوڈان ان افعال سے ہونے والے نقصانات اور تباہی کے لیے جوابدہی اور معاوضے کے حصول کی کوشش کر رہا ہے"، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ "گزشتہ ماہ ریاست نیلِ ازرق کے علاقے ود الماحی (Wad Al-Mahi) میں بے گھر خاندانوں کو نشانہ بنانے والے ایک حملے میں 30 شہری مارے گئے، جن میں 26 خواتین اور 4 بچے شامل تھے"... اے ایف پی، الجزیرہ، 2026/11/1)۔ پس سوڈان میں قائم حکومت پورے دس مہینے خاموش رہتی ہے، اور پھر اچانک اٹھ کر اعلان کرتی ہے کہ ایتھوپیا سے ڈرونز نے پرواز کی اور سینکڑوں شہریوں اور عسکری اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کیا اور پاور اسٹیشنز (power stations) اور بنیادی ڈھانچے (infrastructure) میں تباہی مچائی! اور پھر وہ ایتھوپیا سے ان حملوں کو روکنے، علیحدگی پسند باغی ریپڈ سپورٹ فورسز سے متعلق تنصیبات کو بند کرنے اور معاوضہ ادا کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، بغیر اس کے کہ ان حملوں کا کوئی جواب دیا جائے! جو حکومت کی سستی اور بزدلی کا ثبوت ہے، جس کی وجہ سے دوسرے اس پر شیر ہو جاتے ہیں، اس پر حملے کرتے ہیں اور اس کے مخالفین و علیحدگی پسند باغیوں کی مدد کرتے ہیں۔

6- سوڈانی حکومت جس چیز کا سب سے زیادہ سہارا لیتی ہے وہ اقوامِ متحدہ ہے، جو اسی کے خلاف کام کر رہی ہے اور اسے علیحدگی پسندوں کے ساتھ مذاکرات کی دعوت دیتی ہے تاکہ ان کو تسلیم کرنے اور ان کے ساتھ ملک کی تقسیم کی راہ ہموار کی جا سکے۔ چنانچہ سوڈانی وزارتِ خارجہ نے 2026/11/1 کو اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل اور افریقی پیس اینڈ سیکیورٹی کونسل (Peace and Security Council of the African Union) میں ایتھوپیا کے خلاف شکایت درج کرانے کا اعلان کیا۔ اور سوڈانی سیادت کونسل کے چیئرمین کے مشیر امجد فرید نے کہا کہ ("ایتھوپیا سوڈان کو براہِ راست تصادم میں گھسیٹنے کی کوشش کر رہا ہے، اور الخرطوم نے سوڈانی سرزمین کو نشانہ بنانے والے ڈرون حملوں کے پس منظر میں ادیس ابابا کے خلاف اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل میں ایک رسمی شکایت درج کرائی ہے"۔ انہوں نے کہا کہ "سوڈان نے ایتھوپین سرزمین سے ڈرونز کے پرواز کرنے کی تصدیق کی ہے اور اس شکایت میں ان حملوں کے بارے میں تفصیلات اور ثبوت شامل ہیں"... العربیہ، 2/11/2026)۔ اس سے قبل سوڈانی وزیرِ دفاع نے

28/10/2026 کو سوڈانی نیوز ایجنسی سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ "20 سے زائد ممالک سوڈان میں جاری جنگ میں ریپڈ سپورٹ فورسز کو لاجسٹک سپورٹ، کرائے کے فوجیوں، فنڈز اور ڈرونز کی فراہمی کے ذریعے حصہ لے رہے ہیں"۔ لہٰذا اگر سوڈان کے حکمران اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ملک کے خلاف ایک بڑی سازش تیار کی جارہی ہے، تو ان پر فرض ہے کہ وہ ریپڈ سپورٹ فورسز کو کچل ڈالیں اور ان بیرونی ہاتھوں کو کاٹ پھینکیں جو ملک کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں، اور عام تحرک (general mobilization) کا اعلان کریں، کیونکہ ایتھوپیا جو کچھ کر رہا ہے وہ سوڈان کے خلاف اعلانِ جنگ کے مترادف ہے، نہ یہ کہ وہ سلامتی کونسل کی پناہ لیں جس کا سربراہ امریکہ ہے اور اس کے ساتھ برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک جیسے ملک ہیں جو سب سوڈان کے خلاف اسے تقسیم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں!

7- ایتھوپیا پر ان الزامات اور سلامتی کونسل میں اس کے خلاف شکایت پیش کرنے کے بعد، دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی اور دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف سفارتی اقدامات کیے۔ چنانچہ روئٹرز نیوز ایجنسی نے 4/11/2026 کو ایک سینئر ایتھوپین اہلکار کے حوالے سے نقل کیا کہ "ان کے ملک نے سرحدی قصبے اسوسہ میں سوڈانی قونصل خانہ بند کر دیا ہے اور وہاں کام کرنے والے چھ سفارت کاروں کو 48 گھنٹوں کے اندر ملک چھوڑنے کا حکم دیا ہے"۔ ایجنسی نے سوڈانی حکام کے حوالے سے نقل کیا کہ "سوڈانی حکومت نے اس کے جواب میں مشرقی سوڈان کے شہر قضارف میں ایتھوپین قونصل خانہ بند کر دیا اور وہاں کے سفارت کاروں کو نکال دیا"۔ اور وزارتِ خارجہ و بین الاقوامی تعاون کے انڈر سیکرٹری سفیر معاویہ عثمان خالد نے سوڈان میں متعین سفارتی مشنز کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ ("ایتھوپیا کا اسوسہ بیس ریپڈ سپورٹ فورسز کو ہتھیار اور سامان فراہم کرنے کا مرکز بن چکا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ عسکری کارروائی میں حصہ لینے کے لیے غیر ملکی جنگجوؤں اور کرائے کے فوجیوں کے سوڈانی سرزمین میں داخلے کی سہولت فراہم کر رہا ہے"... اخبار سوڈان، 4/11/2026)۔ پس ایتھوپیا ہی مجرم اور متجاوز ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اٹھ کر یوں رویہ اختیار کرتا ہے جیسے وہ مظلوم ہو، چنانچہ وہ اپنے خلاف عائد کردہ الزامات اور شکایت پر احتجاجاً سوڈانی قونصل خانہ بند کر دیتا ہے... اور سوڈان صرف سفارتی سطح پر برابر کا جواب دینے پر اکتفا کرتا ہے، اور ایتھوپیا میں ان اڈوں پر حملہ نہیں کرتا جہاں سے سوڈان پر حملے کیے جاتے ہیں!

8- اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایتھوپیا کے ساتھ کشیدگی بڑھانے کے ایسے اہداف ہیں جن کا تعلق دارفور کو الگ کرنے کے امریکی منصوبے سے ہے، اگرچہ سوڈان کے خلاف سازش میں ایتھوپیا کا اپنا بھی ایک مقامی مفاد موجود ہے۔ وہ امریکہ کی شہ پر ہی سوڈان میں مداخلت کرتا ہے، اور اس سے قبل وہ جنوبی سوڈان کو الگ کرنے کی بھی حمایت کر چکا ہے۔

چنانچہ ایتھوپیا کے مفاد میں ہے کہ وہ سوڈان کے خلاف دھمکیوں اور سازشوں میں حصہ لے، کیونکہ وہاں النہضہ ڈیم (Grand Ethiopian Renaissance Dam) کا بحران موجود ہے جو اس نے تعمیر کیا ہے اور جو سوڈان اور مصر دونوں کو نقصان پہنچا رہا ہے، اور وہ دونوں اس پر اعتراض کر رہے ہیں، اور یہ تلافی تینوں ملکوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ پس یہ ڈیم خطے میں کشیدگی کا ایک ایسا نقطہ بن چکا ہے جسے امریکہ نے 2011 سے ایتھوپیا کو اس کی تعمیر کی ترغیب دے کر کھودا ہے، جو اسے ان ملکوں میں مداخلت کرنے اور اپنے نفوذ کو مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے، تاکہ ان ممالک کے درمیان تنازعات اور اختلافات پیدا کر کے انہیں اپنے پاس رجوع کرنے پر مجبور کرے اور ان پر اپنا کنٹرول برقرار رکھے۔ اسی لیے سوڈان اور مصر کے درمیان 2+2 مشاورتی میکانزم کے دوسرے دور کے اجلاس، یعنی دونوں ملکوں کے وزرائے خارجہ اور آبپاشی کے 2026/11/2 کو ہونے والے اجلاس میں یہ بات سامنے آئی: ("دونوں ملکوں نے سوڈان کی وحدت اور سلامتی کے لیے کسی بھی خطرے کو مسترد کرنے کی تاکید کی، اور سوڈان میں استحکام کی بحالی کے لیے باہمی ہماہنگی کو فروغ دینے کے عزم کا اعادہ کیا۔ اور انہوں نے دریائے نیل کے ڈاون اسٹریم (downstream) دونوں ممالک کے آبی تحفظ کا دفاع کرنے اور 1959 کے معاہدے کے تحت دونوں ملکوں کے مکمل آبی حقوق اور استعمال کی حفاظت کرنے اور ان حقوق پر کسی بھی دست درازی کی اجازت نہ دینے کی ضرورت پر اتفاق کیا۔ اور اس بات پر اتفاق کیا کہ یکطرفہ ایتھوپین ڈیم کے سنگین اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ نیل کے دونوں ڈاون اسٹریم ممالک کے لیے ایک مسلسل خطرہ ہے..." العربي الجديد اور اخبار الزول السودانیہ، 2026/11/2)۔ پس ایتھوپیا کے مفاد میں ہے کہ وہ سوڈان کو کمزور کرے تاکہ وہ ان منصوبوں پر اعتراض نہ کر سکے جو وہ مصر اور سوڈان کو نقصان پہنچانے کے لیے کر رہا ہے... اور یہ بات مصر کو بھی کمزور کرتی ہے کیونکہ جب وہ سوڈان کے فرنٹ کو کھو دیتا ہے اور ایتھوپیا کی سرحدوں سے دور ہو جاتا ہے تو وہ ایتھوپیا کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا... اگرچہ مصری حکومت نے پہلے دن سے اس ڈیم کی تعمیر کو روکنے کے لیے کوئی حرکت نہیں کی اور اس کی تکمیل کا انتظار کرتی رہی یہاں تک کہ اب بولنا شروع کیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی اقدام میں سنجیدہ نہیں ہے اور حرکت نہ کرنے کے امریکی احکامات کی پابند ہے۔

9- اس طرح امریکہ سوڈان پر ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے، بشمول دارفور کو الگ کرنے کے لیے دباؤ کا ایک نیا طریقہ داخل کر رہا ہے... چنانچہ سوڈانی فوج کو ریپڈ سپورٹ فورسز کے برابر قرار دینے کے امریکی بیانات سے لے کر... بولس کی تجاویز تک... البرھان کا ویزا روکنے سے لے کر... اور بالآخر دباؤ کے ایک نئے ذریعہ کے طور پر ایتھوپیا کو شامل کرنے

تک... یہ سب دارفور کو الگ کرنے کے لیے فضا ہموار کرنے کے لیے ہے، بالکل ویسے ہی جیسے اس نے جنوبی سوڈان میں کیا تھا!! اور سوڈان کے حکمرانوں سے دارفور کو واپس لینے اور اس کی علیحدگی کو روکنے کے لیے کسی بھی سنجیدہ اقدام کی توقع نہیں کی جاسکتی، وہ اپنی فورسز کو دیگر علاقوں میں لڑاتے ہیں تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے سکیں کہ انہوں نے یہاں اور وہاں کچھ علاقے واپس لے لیے ہیں اور آخری مرحلہ دارفور کی طرف ہوگا... تو یہ سب حمیدتی اور اس کی ریپڈ سپورٹ فورسز کے دارفور ریجن پر اقتدار کو مضبوط کرنے کا فریب ہے تاکہ اس کی علیحدگی کی راہ ہموار کی جاسکے۔ کیونکہ جو شخص اسے روکنا چاہتا ہے وہ بیماری کی اصل جڑ یعنی دارفور ریجن پر اپنا پورا حملہ مرکوز کرے، چنانچہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو جمع کر کے اسی کی طرف پیش قدمی کرے تاکہ وہاں موجود شر کے سرغنہ کا خاتمہ کر سکے، اور نتیجے کے طور پر دیگر تمام وہ علاقے جن پر حمیدتی اور اس کی فورسز کا کنٹرول ہے، خود بخود گر جائیں گے اور ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ اور چونکہ یہ حکمران ایجنٹ ہیں جنہوں نے امریکہ کے لیے وہ تمام کام کیے جو اس نے چاہے اور ملک کو اس حالت تک پہنچایا جس پر وہ آج ہے، لہٰذا ان سے کسی خیر کی امید نہیں ہے، چنانچہ ان کو گرانے اور امت میں سے ایک مخلص اور بیدار مغز سیاسی قیادت—حزب التحریر کی قیادت—کو لانے کے لیے کام کرنا واجب ہے، تاکہ وہ خلافت کا اعلان کرے اور باغیوں، سرکشوں، ایجنٹوں اور علیحدگی پسندوں پر اسلام کے احکام نافذ کرے، اور ملک کو اندرونی و بیرونی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے، اور ان تمام لوگوں کے لیے امن و امان اور پناہ گاہ فراہم کرے جنہیں اس گندی جنگ نے بے گھر کر دیا ہے... اور اللہ کے حکم سے یہ ہو کر رہے گا، ہمارے رسول ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق میں جسے احمد، طیالسی اور بزار نے روایت کیا ہے: «ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ» "پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہوگی" اور یہ مومنوں کے ہاتھوں اور غالب اور حکمت والے اللہ کی نصرت سے ہوگا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ * وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْساً لَهُمْ وَأَضَلَّ أعمالَهُمْ﴾ "اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا* اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے لیے ہلاکت ہو اور اللہ ان کے اعمال کو ضائع کر دے گا۔" [سورۃ محمد: 7-8]

پہلی جمادی الآخرۃ 1448ھ

11/11/2026ء

ایک ٹریلین (trillion) ڈالر چند گھنٹوں میں ڈوب گئے!

جمعرات، 5 نومبر 2026 کو وال اسٹریٹ (Wall Street) نے ڈیڑھ سال کے دوران اپنے لیے کاروبار کا بدترین دن دیکھا۔ امریکی مڈٹرم انتخابات کے سایہ تلے مصنوعی ذہانت کے ابھار کے حوالے سے بڑھتے ہوئے خدشات کے پیش نظر ناسڈیک (Nasdaq) انڈیکس میں 5.5 فیصد اور ایس اینڈ پی 500 (S&P 500) انڈیکس میں 4.4 فیصد کی کمی واقع ہوئی۔ اس دوران ٹیکنالوجی کی سات بڑی کمپنیوں، جنہیں "شاندار سات" (Magnificent Seven) کے نام سے جانا جاتا ہے، کو صرف ایک ہی دن میں اپنی مارکیٹ ویلیو میں ایک ٹریلین ڈالر سے زائد کا نقصان اٹھانا پڑا۔

الرایۃ: جمعرات کے دن ایک بھی فیکٹری بند نہیں ہوئی، کوئی مائیکرو چپ (chip) ضائع نہیں ہوئی، اور نہ ہی کسی ڈیٹا سینٹر (data center) میں آگ لگی۔ انویڈیا (Nvidia) کمپنی شام کے وقت بھی بالکل وہی تھی جو صبح کے وقت تھی ــــ وہی انجینئرز، وہی مصنوعات اور وہی آرڈرز۔ اس کے باوجود، چند ہی گھنٹوں کے اندر ایک ٹریلین ڈالر سے زائد کی دولت غائب ہوگئی، جو کہ سعودیہ کی مجموعی سالانہ قومی پیداوار (GDP) کے تقریباً برابر ہے!

یہ بات اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ سرمایہ دارانہ اسٹاک مارکیٹ ایک فرضی اور وہمی منڈی ہے۔ شیئر کی قیمت حقیقی پیداوار یا حقیقی تجارت سے مربوط نہیں ہوتی، بلکہ اس کا تعلق سٹے بازوں کی توقعات، افواہوں اور گروہی رویے سے ہوتا ہے، جو صرف اس لیے خریدتے ہیں کیونکہ دوسرے خرید رہے ہیں، اور صرف اس لیے بیچتے ہیں کیونکہ دوسرے بیچ رہے ہیں! امریکہ میں اب اسٹاکس اور بانڈز کی مجموعی مالیت پورے ملک کی سالانہ پیداوار سے چار گنا سے بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ بنیادی شاہراہ، یعنی محنت اور اموال پر مبنی حقیقی معیشت، وال اسٹریٹ کی کاغذی دستاویزات کے سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ بن کر رہ گئی ہے، اور جب یہ سمندر متحرک ہوتا ہے تو یہ جزیرہ غرق ہو جاتا ہے۔

اس کا خمیازہ بانیان اور ابتدائی سرمایہ کار نہیں بھگتتے، جن کی دولت خوشحالی کے دور میں کئی گنا بڑھ چکی ہوتی ہے۔ بلکہ پینشن فنڈز، چھوٹے بچت کنندگان اور عام مزدور وہ لوگ ہیں جن کی پینشن کی رقم ان منڈیوں میں چلی گئی، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ خود اسی مصنوعی ذہانت میں چلی گئی جو انہیں ملازمتوں سے فارغ کرنے کا پیش خیمہ بن رہی ہے۔ یہ کوئی خرابی نہیں ہے، بلکہ اس نظام کا قدرتی اور منطقی نتیجہ ہے جس میں دولت صرف امیروں کے درمیان ہی گردش کرتی ہے، اور جس میں پیسہ صرف پیسے سے ہی کمایا اور بڑھایا جاتا ہے، نہ کہ محنت اور تجارت سے۔

اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے امت کی دولت اسی منڈی میں جھونک دی ہے، جہاں انہوں نے امریکہ کو ٹریلینز ڈالر فراہم کرنے کا عہد کر رکھا ہے، جن میں سے بیشتر ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت کے لیے ہیں۔ اسی طرح سعودی پبلک انویسٹمنٹ فنڈ (Public Investment Fund) نے انویڈیا، مائیکروسافٹ، میٹا اور ایپل جیسی کمپنیوں میں حصص خرید رکھے ہیں۔ یہ خیانت ہے اور اسلامی امت کے لیے ایک یقینی نقصان ہے، چاہے منڈیاں کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لیں۔ کیونکہ جب مارکیٹ اوپر جاتی ہے تو امت کی دولت اس ریاست کے تسلط کو مضبوط کرتی ہے جو اسلام سے جنگ لڑ رہی ہے؛ اور جب مارکیٹ گرتی ہے تو امت اس نقصان کا بوجھ اٹھاتی ہے!

اسلام نے جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں (joint-stock companies) کو حرام قرار دیا ہے، اور شیئرز اور بانڈز کی خرید و فروخت کو حرام کیا ہے جن کی قیمتیں سٹے بازی کی وجہ سے آزادانہ طور پر بدلتی رہتی ہیں۔ اسلام میں مال محض کاغذی نوٹ نہیں ہے، بلکہ وہ سونا اور چاندی ہے، جن کی اپنی ذاتی مالیت ہے اور انہیں چھاپا نہیں جا سکتا، یوں لوگوں کی قوتِ خرید ضائع نہیں ہوتی۔ اسی طرح اسلام کے احکام ملکیت اور محنت کی حفاظت کرتے ہیں، اور دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز ہونے سے روکتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**﴾ "جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان بستیوں والوں سے دلایا ہے، وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور (ان کے) رشتہ داروں کا اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے، تاکہ یہ (مال) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے، اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔" [سورۃ الحشر: 7]

چودہ صدیاں پہلے اسلام نے دولت کو حقیقی محنت اور سچی تجارت سے جوڑا اور اسلامی امت کے وسائل کی بطور امانت حفاظت کی۔ جمعرات کا یہ زوال اس بات کی ایک اور یاد دہانی ہے کہ دنیا کو استحکام منڈیوں کو راضی کرنے سے نہیں ملے گا، بلکہ صرف نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے سایہ تلے اسلام کے احکام نافذ کرنے سے ہی حاصل ہو گا، جو ان شاء اللہ عنقریب قائم ہونے والی ہے۔

حزب التحریر / ولایہ ترکیہ کانفرنس: "معاشرہ اس ہاتھ کا منتظر ہے جو امداد کے لیے اس کی طرف بڑھے"

حزب التحریر / ولایہ ترکیہ نے ہفتے کے دن، 20 جمادی الأولی 1448ھ بمطابق 2026/10/31ء کو 'وان' (Van) شہر میں "معاشرہ اس ہاتھ کا منتظر ہے جو امداد کے لیے اس کی طرف بڑھے" کے عنوان سے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ یہ کانفرنس حزب کی اس مہم کا حصہ تھی جو اس نے "سماجی زلزلے اور ملبے تلے دبا ہوا معاشرہ" کے عنوان سے شروع کی ہے۔

حمزہ قلیچ نے کانفرنس کی نظامت کے فرائض انجام دیے، جس میں وان شہر کے عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور زبردست جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ پروگرام کا آغاز سعید تینک کی آواز میں قرآن کریم کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔

پہلی تقریر وان میں 'تغییر جذری میڈیا ادارے کے نمائندے اوکان اوزتورکجی کی تھی، جنہوں نے افتتاحی خطاب کیا۔ انہوں نے معاشرتی تباہی کے مظاہر پر روشنی ڈالی اور اپنے پیش کردہ مسائل کی وضاحت کے لیے معاصر حالات سے مثالیں پیش کیں۔ ان کے خطاب کے بعد امام و خطیب عیسیٰ کسکین نے "اللہ کے احکام سے اعراض (پہلو تہی)" کے عنوان سے ایک لیکچر پیش کیا۔

اس کے بعد امام و خطیب عمر چیلیک نے "سماجی زلزلوں سے نجات کا راستہ اسلام اور اس کے احکام کو مضبوطی سے تھامنے میں ہے" کے عنوان سے خطاب کیا، جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرے کو درپیش بحرانوں کا واحد حل صرف اسلام ہی ہے۔

جہاں تک اختتامی خطاب کا تعلق ہے، تو وہ عبد اللہ امام اوغلو نے "معاشرتی زلزلے: ملبے تلے دبے معاشرے کی حقیقت اور اس کی نجات کا راستہ" کے عنوان سے پیش کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں ثقافتی، سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں اور اضطرابات کے بنیادی اسباب کا احاطہ کیا، ساتھ ہی ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے حزب التحریر / ولایہ ترکیہ کی مہم کی طرف سے پیش کردہ بنیادی حل بھی بیان کیے۔ انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ معاشرے پر مسلط کردہ مغربی

ثقافت اور نظام معاشرے کی تباہی کے سب سے بڑے ذمہ دار عوامل ہیں، اور اس بات پر زور دیا کہ نجات کا واحد راستہ اسلام کو ایک مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے نافذ کرنے میں مضمر ہے۔

برازیل کے انتخابات 2026ء امریکہ کے منہ پر ایک تھپڑ

تحریر: استاد یاسر ابو خلیل-برازیل

(ترجمہ)

برازیل میں 25 اکتوبر 2026ء کو صدارتی انتخابات کا دوسرا مرحلہ منعقد ہوا۔ یہ انتخابات صدر لولا کی کامیابی اور ان کی چوتھی صدارتی مدت کی توثیق پر منتج ہوئے، جو ان کی تیسری صدارتی مدت سے مسلسل ہے جبکہ پہلی اور دوسری مدت سے جدا ہے۔ بائیں بازو (Left-wing) کے رہنما لولا نے دوسرے مرحلے میں اپنے حریف انتہا پسند دائیں بازو (Far-right) کے رہنما فلیویو کو شکست دی۔ فلیویو سابق صدر بولسونارو کے بیٹے ہیں، جو اس وقت سابقہ انتخاب کے نتائج کے خلاف بغاوت کی سازش گھڑنے کے الزام میں قید ہیں۔ اس سابقہ انتخاب میں بھی لولا نے بولسونارو سینئر کو شکست دی تھی۔

یہ انتخابات عام طور پر لاطینی امریکہ اور خصوصاً برازیل میں کشیدہ ماحول کے دوران ہوئے۔ لاطینی امریکہ میں ٹرمپ حامی انتہا پسند دائیں بازو کا عروج دیکھا گیا اور دونوں براعظموں کی 19 ریاستوں پر مشتمل "شیلڈ آف دی امریکہز" (Shield of the Americas) اتحاد قائم کیا گیا۔ اس اتحاد کا اعلانیہ مقصد منظم جرائم کے گروہوں، منشیات کی ترسیل و اسمگلنگ اور غیر قانونی ہجرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ تاہم اس کا حقیقی مقصد مغربی نصف کرہ (Western Hemisphere) پر امریکی غلبے کو مستحکم کرنا اور چین کے تجارتی اثر و رسوخ کو روکنا ہے۔ اسی تناظر میں فنزویلا کے معاملے کو بھی نمٹا دیا گیا، جس نے دو دہائیوں سے زائد عرصے سے امریکہ کو پریشان کر رکھا تھا۔ یہ کام صدر مادورو کے قریبی فوجی و قیادتی حلقوں میں دخل اندازی کے ذریعے کیا گیا، جس نے امریکہ کے لیے دارالحکومت کاراکاس (Caracas) میں فوجی کارروائی کرنا اور مادورو کو گرفتار کرنا آسان بنا دیا! اور یوں فنزویلا کا تیل امریکہ کو طشتری میں سجایا ہوا مل گیا!

جہاں تک برازیل کا تعلق ہے، تو امریکہ میں ٹرمپ کے اقتدار میں واپس آنے کے بعد، برازیل کی ایسٹیبلشمنٹ اور اس کے اہم ترین ستون یعنی فوجی ادارے نے برازیل میں ٹرمپ کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ ٹرمپ

اور اس کے پیروکاروں کے بدلے کے خوف سے کیا گیا، کیونکہ انہوں نے 2022ء کے انتخابات میں بغاوت کی کوشش کے منصوبے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ امریکہ برازیل کے نایاب معدنیات (Rare Earth Metals) کے ذخائر پر بھی نظریں جمائے ہوئے ہے، جن میں برازیل چین کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا ذخیرہ دار ہے اور عالمی ذخائر کا تقریباً 23 فیصد اس کے پاس ہے۔ بڑھتے ہوئے دباؤ اور نرم سفارتی کوششوں کے باوجود امریکہ برازیل کو مطیع کرنے میں ناکام رہا۔ اس کے بعد امریکہ نے صدارتی انتخابات میں انتہا پسند دائیں بازو اور اپنے آلہ کار فلیویو کی حمایت جاری رکھی۔ اس مقصد کے لیے امریکہ نے ٹیکنالوجی کمپنیوں کو استعمال کیا اور لولا اور برازیلی عدلیہ پر حملوں کے لیے اپنے پروپیگنڈا کرنے والوں کی مالی معاونت کی۔ انتہا پسند دائیں بازو نے عوام کو متحرک کرنے کے لیے ایونجیلیکل گرجا گھروں کا سہارا لیا، جنہوں نے صہیونیت حامی سیاسی منظر نامے کو ایک نظریاتی و عقائدی رشتے سے جوڑنے کا کام کیا۔ ان امریکی آلہ کاروں کے اڈوں میں ان کا تحرک مرکوز رہا اور "طوفان الاقصیٰ" کے معرکے کے بعد اس مہم میں مزید سخت گیری اور کینہ پروری آگئی! یقیناً یہ تمام تر کوششیں مذہب کے نفع بخش سیاسی استعمال اور اندھی نفرت کے بیانیے کو پھیلانے کے تحت آتی ہیں۔ ان آلہ کاروں کی سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جب بھی ان کے کسی مجرم کا رسوائی کے ساتھ پردہ فاش ہوتا ہے، وہ اتنے ہی زیادہ درندہ صفت اور اس مجرم کے دفاع میں شدید ہو جاتے ہیں! یہ بات ان کی طبعی پستی، اخلاقی قباحت اور عقل کے فقدان کی گہرائی کو ظاہر کرتی ہے۔

ان علاقائی اور مقامی حالات کے سایے میں برازیل میں انتخابی مہم کا آغاز ہوا۔ تاہم فوجی ادارے اور ایسٹیبلشمنٹ کا فیصلہ 22 ستمبر 2026ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس کی افتتاحی تقریب میں صدر لولا کے خطاب سے بالکل واضح تھا۔ ان کا خطاب منرو ڈائرکٹرائن (Monroe Doctrine) کو مسترد کرنے، ملک میں امریکی اثر و رسوخ کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان تھا اور ایک ایسے بالادستی کے منصوبے پر گامزن ہونے کا اشارہ تھا جو اقتدار میں امریکی آلہ کاروں کے وجود کو قبول نہیں کرتا۔ ملک میں ۵ شعبوں اور عہدوں کے امیدواروں کے لیے انتخابات منعقد ہوئے: صدر مملکت، ریاستی گورنر، ایوانِ بالا (Senate) کے ایک تہائی ارکان، اور وفاقی و ریاستی ایوانِ نمائندگان (House of Representatives) کے ارکان۔ پہلے مرحلے کے انتخابات 4 اکتوبر 2026ء کو شروع ہوئے، اور ان کے نتائج نے عوامی سطح پر انتہا پسند دائیں بازو کی زبردست قوت کو طشت از بام کر دیا۔ صدارت کے علاوہ باقی چاروں شعبوں میں دائیں بازو نے صدر لولا کے حامی بائیں بازو سے تقریباً دگنے ووٹ حاصل کیے! اس عجیب ترین تضاد میں صدارتی امیدواروں کے شعبے میں لولا اور فلیویو کے درمیان معمولی فرق تھا، جس میں 2 فیصد برتری فلیویو کو حاصل تھی؛ حالانکہ دائیں بازو کے

حامیوں میں بائیں بازو کے خلاف نفرت کا اصل مرکز خود صدر لولا کی شخصیت ہی تھی! پھر یہ کیسے ممکن ہوا کہ ریاستوں، سینٹ اور ایوانِ نمائندگان میں لولا کے حامی امیدوار دگنے تفاوت سے ہار جائیں، لیکن خود لولا کو ملنے والے ووٹ فلیویو کے قریب تر ہوں! مگر اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ انتہا پسند دائیں بازو نے اپنی تمام تر بے وقوفی اور سادہ لوحی کے ساتھ پہلے مرحلے کے انتخابی نتائج کو تسلیم کر لیا، بلکہ فتح کی خوشیاں بھی منانی شروع کر دیں۔

پہلے مرحلے سے کچھ پہلے، بائیں بازو کو دائیں بازو کے مذہبی بیانیے کے استعمال کا احساس ہو گیا تھا، اس لیے اس نے ایونجیلیکلز (Evangelicals) کی طرف سے برازیل کی نمائندہ کیتھولک مقدسہ کی مخالفت کا معاملہ اٹھانا شروع کیا۔ لیکن کیتھولکوں کا یہ اشتعال چند دنوں اور ہفتوں میں ایونجیلیکل گلی محلوں میں چار سال سے زائد عرصے سے جاری عقائدی تحرک کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا! تاہم، اس عنصر نے سرکاری یونیورسٹیوں کے طلبہ کے تحرک کے ساتھ مل کر عوام کو متحرک کرنے میں مدد دی، اور اس کے ساتھ ہی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ایک منظم اور مرکوز سرگرمی بھی سامنے آئی۔ دوسرے مرحلے کی مہم میں بائیں بازو نے سڑکوں اور سوشل میڈیا پر جلسوں کا جو زبردست تحرک حاصل کیا، اس کے باوجود وہ سب کچھ صہیونی گرجاگھروں کے ذریعے پھیلائے گئے نفرت انگیز بیانیے سے قائم ہونے والی مقبولیت کے اس ہائل تفاوت کو کم نہیں کر سکتا تھا جو انتخابی مساوات کو عملاً پلٹ دے۔ لیکن یہ عوامی تحرک صندقہ ہائے رائے دہی (Ballot boxes) پر امریکہ کو للکارنے والے فوجی ادارے کے فیصلے کو ایک جمہوری رنگ دینے کے لیے ضروری تھا، تاکہ امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کی ذلت وناکامی میں مزید اضافہ ہو سکے؛ یہ ایک پہلو تھا۔ اور دوسرے پہلو سے، یہ عوامی تحرک صدر لولا کی صدارتی مدت کی توثیق کے بعد اور اندرونِ ملک امریکی اثر ورسوخ کے مقابلے میں سامنے آنے والی پالیسیوں کے لیے ناگزیر تھا، کیونکہ ان پالیسیوں کو تمام میدانوں میں عوام کی زبردست حمایت کی ضرورت ہو گی۔

منروڈائرکٹرائن (Monroe Doctrine) کو مسترد کرنے اور امریکہ کی تابعداری کے خاتمے کی بات صرف وہی فریق کر سکتا ہے جو صاحبِ بالادستی ہو یا جس کو مکمل بالادستی کے حامل فریق کی پشت پناہی حاصل ہو۔ امریکی تابعداری کو مسترد کرنے اور بالادستی کے منصوبے پر گامزن ہونے کا بیانیہ جن ضروریات کا تقاضا کرتا ہے اور جسے برازیلی ریاست نے اپنا لیا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے جا رہی ہے، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

اوّلاً: ایونجیلیکل چرچ (Evangelical Church) کے خطرے کو اجاگر کرنا، اس کے کرپشن کے دفتری ریکارڈ کھولنا، اس کے غیر ملکی پالیسیوں سے تعلقات کو بے نقاب کرنا اور اسے جرم قرار دینا۔

ثانیاً: انتہا پسند دائیں بازو کے بڑے رہنماؤں، بالخصوص حساس قیادتی عہدوں پر فائز شخصیات اور تاجروں کے کرپشن کیسز کھولنا۔

ثالثاً: برازیل سے امریکی اثر ورسوخ کو ختم کرنا صرف برازیل کی جغرافیائی حدود تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ لاطینی امریکہ کے علاقائی دائرے میں پڑوسی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس بات کو بعید نہیں سمجھا جا سکتا کہ پیراگوئے (Paraguay) میں 'یو-اینو' (U-Eno) بینک اسکینڈل کی فائلیں بے نقاب کرنے میں برازیل کا بھی ہاتھ ہو۔

رابعاً: غیر ملکی بالخصوص امریکی ٹیکنالوجی کمپنیوں پر پابندیاں عائد کرنا، ان پر جرمانے لگانا، اور پیداوار و صنعت کاری کو متحرک کر کے مقامی و علاقائی متبادل کی فوری تشکیل کرنا۔

خامساً: امریکی اثر ورسوخ اور تابعداری سے ہٹ کر نئے اقتصادی شراکت داروں اور منڈیوں کی تلاش کرنا۔

حاصلِ کلام یہ کہ لگتا ہے کہ امریکہ نے اپنی بے وقوفی سے برازیل میں اپنے لیے سب سے بڑا دشمن خود پیدا کر لیا ہے۔ کیونکہ ٹرمپ کے اقتدار میں واپسی کی اجازت دینے کے بعد، برازیل کے فوجی ادارے کی قیادت کو 2022ء کے انتخابات میں منرو ڈائرکٹرائن (Monroe Doctrine) کے مطابق سرکاری انتظامیہ کی تابعداری پر قائم رہنے کا صلہ انتقام کی دھمکی کی صورت میں ملا! اس طرح امریکہ اپنے لالچ اور حماقت سے برازیلی فوج کی قیادت کو لولا کی پناہ لینے پر مجبور کر رہا ہے اور ان پر اپنی تابعداری سے آزادی کو عملاً مسلط کر رہا ہے۔

امریکی مڈٹرم انتخابات

تحریر: استاد محمد ابراہیم–امریکہ

(ترجمہ)

عام طور پر امریکی مڈٹرم انتخابات ہر 4 سال بعد نومبر کے پہلے پیر کے بعد آنے والے منگل کو امریکی صدر کی 4 سالہ مدتِ صدارت کے وسط میں منعقد ہوتے ہیں۔

ان انتخابات میں ایوانِ نمائندگان (House of Representatives) کے تمام 435 اراکین کا انتخاب شامل ہوتا ہے، کیونکہ ایک نمائندے کی مدتِ رکنیت 2 سال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سینیٹ (Senate) کے کل 100 اراکین میں سے تقریباً ایک تہائی اراکین (33 سے 35) کا انتخاب ہوتا ہے، کیونکہ ایک سینیٹر (Senator) کی مدتِ رکنیت 6 سال ہوتی ہے۔ اسی طرح ان انتخابات میں کل 50 ریاستی گورنروں میں سے 34 سے 39 گورنروں کا انتخاب بھی شامل ہوتا ہے، نیز ریاستوں کی سطح پر قانون ساز اسمبلیوں اور بلدیاتی سطح پر مقامی اداروں کے انتخابات بھی ہوتے ہیں۔ یہ حالیہ انتخابات منگل، 3 نومبر 2026ء کو منعقد ہوئے ہیں۔

اور یہ ایک قدرتی بات ہے کہ مڈٹرم انتخابات کے دوران حکمران جماعت ایوانِ نمائندگان اور سینیٹ میں اکثریت کھو دیتی ہے، بلکہ یہ نتیجہ امریکی سیاست میں ایک عام قاعدہ اور ثابت شدہ قانون سمجھا جاتا ہے۔

امریکی خانہ جنگی (Civil War) کے بعد سے اب تک صدر کی جماعت 40 میں سے 37 بار مڈٹرم انتخابات ہار چکی ہے۔ اس شکست کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سب سے اہم وجہ صدر کی حکومت کے پہلے دو سالوں کے دوران پیدا ہونے والے اقتصادی یا سیاسی بحرانوں پر اس کی جماعت کو سزا دینا ہے۔ اس ہفتے منعقد ہونے والے مڈٹرم انتخابات بھی اس عام قاعدے سے مختلف نہیں تھے۔ ڈیموکریٹک پارٹی (Democratic Party) نے ایوانِ نمائندگان، سینیٹ اور ریاستی گورنروں کے انتخابات میں اکثریت حاصل کر لی ہے۔ سب سے نمایاں کامیابی ریاست کینساس (Kansas) میں دیکھنے کو ملی، جہاں ڈیموکریٹک پارٹی نے سینیٹ کی ایک ایسی نشست حاصل کر لی جس پر 1932ء کے بعد سے کوئی بھی ڈیموکریٹ کامیاب نہیں ہوا تھا۔ جبکہ ریاست ٹیکساس (Texas) میں، جسے ریپبلکن پارٹی (Republican Party) کے تاج کا نگینہ سمجھا جاتا ہے اور جو رقبے و آبادی کے لحاظ سے بڑی اور امیر ریاستوں میں شمار ہوتی ہے، ریپبلکنز گورنر

کے عہدے اور سینیٹ کی نشست دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ریپبلکنز کی اس شکست پر شاید سب سے بلیغ بات وہی ہے جو ریاست ٹیکساس سے سینیٹ کے دو اراکین میں سے ایک، ٹیڈ کروز (Ted Cruz) نے کہی: "ٹیکساس کا نیلا ہونا بولنے میں ایک مشکل جملہ ہے، لیکن آج ٹیکساس کم از کم نیلا ہو چکا ہے"، جبکہ نیلا رنگ ڈیموکریٹک پارٹی کی اور سرخ رنگ ریپبلکن پارٹی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ریاست کی سطح پر منتخب عہدے پر برقرار رہنے والے واحد باقی ماندہ ریپبلکن عہدیدار بن گئے ہیں۔

لیکن اس سال کے انتخابات نے اندرونی اور عالمی سطح پر ایک ایسا شور و غوغا پیدا کیا ہے جو ماضی کے انتخابات سے مختلف ہے۔

بہت سے لوگ امریکہ کی اندرونی اور بیرونی پالیسیوں میں تبدیلیوں کی امید لگا رہے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہو گا کہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک عام لوگوں اور یہاں تک کہ پوری دنیا کے سیاست دانوں کے چہروں پر ایک عمومی خوشی دکھائی دے رہی ہے۔ اور یہ خوشی ٹرمپ اور امریکہ کی اس خارجہ پالیسی کے خلاف بغض و عناد کا نتیجہ ہے جو ظلم، جبر، جنگوں اور لوگوں کی ضروریات کے استحصال پر مبنی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان انتخابات میں ڈیموکریٹس کی اکثریت کے نتائج ٹرمپ کے باقی ماندہ دو سالوں میں ان کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے؟

اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہم چین، یورپ اور اسلامی ممالک کے بارے میں ٹرمپ کی خارجہ پالیسی نیز ان کی اندرونی پالیسی پر نگاہ ڈالیں گے۔

جہاں تک ٹرمپ کی خارجہ پالیسی کا تعلق ہے، تو اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی توقع نہیں ہے، اور نہ ہی ڈیموکریٹک پارٹی سے کسی قابلِ ذکر تبدیلی کا مطالبہ کرنے کی امید ہے—سوائے شاید اسالیب میں کچھ تبدیلی کے—کیونکہ امریکہ کی خارجہ پالیسی اس کے اپنے مفادات اور بڑی کمپنیوں (Corporations) کے مفادات پر قائم ہے۔

چنانچہ چین کے بارے میں اس کی پالیسی تبدیل نہیں ہو گی، کیونکہ یہ پالیسی اچانک پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس پر پورے امریکہ کا اتفاقِ رائے موجود ہے۔ اور یورپ کے معاملے میں بھی دونوں جماعتوں کا اتفاقِ رائے ہے؛ بائیڈن (Biden) انتظامیہ نے، جو کہ ڈیموکریٹ تھے، یورپ کو یوکرین کی جنگ میں دھکیلا، اور جب ٹرمپ آئے تو انہوں نے بھی اسے نہیں روکا، حالانکہ وہ اپنی انتخابی مہم کے دوران پیوٹن (Putin) کے ساتھ اپنے تعلقات پر فخر کرتے تھے اور دعویٰ

کرتے تھے کہ وہ ایک ہی دن میں اس جنگ کو روکنے پر قادر ہیں۔ جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے، تو اس معاملے پر بھی دونوں جماعتوں میں کامل اتفاق ہے، اور دونوں جماعتوں میں لفظی فرق کے سوا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ دونوں انتظامیہ کے دور میں غزہ کی صورتِ حال میں کوئی فرق نہیں آیا؛ نسل کشی (Genocide) اب بھی جاری ہے اور بھوک سے مارنا نیز ناکہ بندی (Blockade) اب بھی قائم ہیں۔ عراقی صورتِ حال بھی امریکی انتظامیہ کی تبدیلیوں کے باوجود نہیں بدلی، اور یہی حال باقی اسلامی ممالک کا ہے۔ رہی بات ایران کے ساتھ جنگ میں پیش آنے والے واقعات کی، تو امریکہ نے آبنائے ہرمز (Strait of Hormuz) میں ہونے والی پیش رفت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے توانائی کی کمی اور اس کی قیمتوں میں اضافے کے باعث یورپ پر اقتصادی دباؤ بڑھایا ہے، جس کے نتیجے میں پیداواری لاگت بڑھ گئی اور متعدد کمپنیاں دیوالیہ ہو گئیں۔ اور ممکن ہے کہ ڈیموکریٹس ٹرمپ پر ایران کے ساتھ ایک ایسا معاہدہ کرنے کے لیے دباؤ ڈالیں جو امریکہ کے مفادات کی ضمانت دے، تاکہ اس کے ساتھ جنگ میں داخل ہونے سے بچا جا سکے؛ کیونکہ یہ جنگ ان مسائل میں سے ایک تھی جس نے ان کی کامیابی میں کردار ادا کیا، کیونکہ اس کی وجہ سے قیمتیں بے تحاشا بڑھ گئیں، نیز امریکی عوام بھی ایسی بیرونی جنگوں میں شامل ہونے کے خلاف ہیں جن میں ان کے بچوں کی جانیں چلی جائیں۔

البتہ اندرونی پالیسی کی سطح پر کچھ رکاوٹیں اور کچھ اختلافات دیکھنے کو ملیں گے۔

ہر جماعت اپنے اراکین یا حامیوں کو سرکاری عہدوں جیسے ججوں اور سفیروں کے مناصب پر تعینات کرنے اور جنہیں وہ پسند نہیں کرتے انہیں سرکاری اداروں سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ نیز اندرونِ ملک توانائی کی قیمتوں کو کم کرنے اور ان کسٹم ٹیرف کی جنگ کو روکنے کے لیے دباؤ ڈالا جائے گا جو ٹرمپ نے دنیا کے ممالک پر عائد کیے تھے اور جن کے منفی اثرات امریکہ کے اندر قیمتوں پر پڑے تھے۔ اسی طرح رائج الوقت پالیسی برائے ہجرت (Immigration Policy) میں کچھ رکاوٹیں ہوں گی کیونکہ لوگ اس کی شکایت کرتے ہیں، اور ڈیموکریٹس ہم جنس پرستوں اور غیر فطری رجحانات کے حامل افراد سے متعلق اپنے ایجنڈے کو نافذ کرنے کی کوششوں کی طرف دوبارہ لوٹیں گے۔ جہاں تک امریکہ کے اندر مسلمانوں کا تعلق ہے، تو وہاں اسالیب کی تبدیلی اور نرم الفاظ کے استعمال کے سوا کوئی بڑا فرق نہیں ہو گا، اور مسلمانوں کو گلے لگانے اور انہیں کچھ عہدے دینے کے ذریعے امریکی اقدار میں ضم کرنے کی کوشش کی جائے گی، جیسا کہ حال ہی میں منتخب ہونے والے سینیٹر عبد الرحمن السید (Abdul El-Sayed) کے معاملے میں ہوا۔

اور آخر میں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکی صدر کے پاس ویٹو (Veto) کا حق حاصل ہے، جس کی دھمکی انہوں نے دی تھی اور جسے انہوں نے انتخاب کے نتائج کے بعد سے اپنے صدارتی دفتر میں اپنی نئی ٹوپی پر لکھ رکھا ہے، اور وہ کانگریس (Congress) کی طرف رجوع کیے بغیر بھی صدارتی اجرائے احکام (Executive Orders) کے ذریعے فیصلے نافذ کر سکتے ہیں۔

مدد! مدد! اے مسلمانو کی فوجو!

غزہ تمہیں پکار رہا ہے، تم کب لبیک کہو گے؟!

غزہ میں بارشیں زمین کا چہرہ دھونے کے لیے نہیں آتیں، بلکہ جنگ، محاصرے اور نقل مکانی سے نڈھال زندگی میں مصائب کا ایک نیا باب شامل کرنے آتی ہیں۔ بے گھر افراد کے کیمپ پانی اور کیچڑ کے جوہڑ بن چکے ہیں، اور دسیوں ہزار خیمے ڈوب گئے ہیں، جس کے نتیجے میں بچے بھیگے ہوئے بستروں کے نیچے کانپ رہے ہیں، مائیں اپنا بچا کچھا سامان بچانے کی کوشش کر رہی ہیں، اور باپ اپنے گھروں اور روزگار کے ذرائع کو کھو دینے کے بعد اپنی عارضی پناہ گاہوں کو ڈوبتا دیکھ کر بے بس نظر آتے ہیں۔ بمباری، محاصرے اور بارشوں کے درمیان، اہل غزہ اپنے آپ کو ایک ایسے پیچیدہ المیے کے سامنے پاتے ہیں جو انہیں زندگی کی بنیادی ترین ضرورتوں سے بھی محروم کر رہا ہے؛ نہ کوئی ایسی پناہ گاہ ہے جو انہیں سردی سے بچائے، نہ کوئی ایسا امن ہے جو ان کے خوف کو کم کرے، اور نہ ہی سانس لینے کا کوئی موقع میسر ہے۔

اس تلخ حقیقت کے پیش نظر حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس نے ایک پریس ریلیز میں کہا: امت کی افواج سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اہل غزہ کی نصرت کے لیے فوراً اور بلا تاخیر حرکت میں آئیں، کیونکہ وہ جس درد اور المیے سے گزر رہے ہیں، وہ یہودی وجود کی وجہ سے ہے جس نے ان کے لیے نہ رہنے کو گھر چھوڑا، نہ پناہ دینے والی زمین، اور نہ ہی تن ڈھانپنے یا پیٹ بھرنے کو لقمہ۔ اور اس غاصب وجود، اس کی جارحیت اور جرائم سے انہیں چھٹکارا دلانے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ افواج ان کی نصرت اور ان کو اور پوری سرزمینِ مبارک (فلسطین) کو آزاد کرانے کے لیے پیش قدمی کریں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: «**مَنْ خَذَلَ مُسْلِماً فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ، وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِن امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِماً فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ، إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ**» "جو شخص کسی ایسے مقام پر کسی مسلمان کو بے یار و مددگار چھوڑ دے جہاں اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو اور اس کی آبرو پر حملہ ہو رہا ہو، تو اللہ اسے ایسے مقام پر بے یار و مددگار چھوڑ دیتا

ہے جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہو؛ اور جو شخص کسی ایسے مقام پر کسی مسلمان کی مدد کرتا ہے جہاں اس کی آبرو پر حملہ ہو رہا ہو اور اس کی حرمت پامال کی جارہی ہو، تو اللہ ایسے مقام پر اس کی مدد کرتا ہے جہاں وہ اللہ کی مدد چاہتا ہو۔"

﴿فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ﴾

"پس جو تم پر زیادتی کرے، تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے"[سورۃ البقرۃ:194]

پیر کے دن، 29 جمادی الاولی 1448ھ بمطابق 09/11/2026ء کو پورٹ سوڈان شہر کی بڑی مارکیٹ میں واقع الحرمین ہوٹل کا صحن سیاسی خطاب سننے والوں سے کھطا کھچ بھر گیا، جو حزب التحریر/ولایہ سوڈان نے "پس جو تم پر زیادتی کرے، تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے" کے عنوان سے منعقد کیا تھا۔

اس موقع پر حزب التحریر کے رکن استاذ یعقوب ابراہیم نے خطاب کیا، جس میں انہوں نے سوڈان پر ایتھوپیا کی جانب سے ہونے والے حملوں کا مسئلہ اٹھایا۔ انہوں نے ان حملوں کے حجم کو واضح کیا اور یہ بتایا کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے افواج کو روانہ کرنے کا کیا اقدام کیا جانا چاہیے، بالکل ویسے ہی جیسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قیادت میں لشکر روانہ کر کے بنو قینقاع کے یہودیوں اور دیگر کو جلاوطن کر دیا تھا اور تمام متجاوزین کو ان کی حد میں رکھ دیا تھا۔

پھر استاذ یعقوب نے ان تجاوزات پر سوڈانی حکومت کے کمزور ردعمل کی شدید مذمت کی اور واضح کیا کہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل (UN Security Council) اور افریقی کونسل (African Union Council) سے رجوع کرنا شرعاً حرام ہے اور ان اداروں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ادارے کافر مستعمر (colonialist) کے مفادات کی حفاظت کے لیے ہیں، نہ کہ مظالم کا مداوا کرنے کے لیے۔

اختتام پر استاذ یعقوب نے مرد و خواتین پر مشتمل تمام حاضرین سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے دین کی تمکین کے لیے کام کریں، یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کی جدوجہد کر کے، جو مسلمانوں پر ظلم و تجاوز کرنے والے ہر شخص سے بدلہ (قصاص) لے گی۔

مراکش کا خیانت و ایجنٹی کی دلدل میں غرق ہونا

یہودی وجود کی وزارتِ جنگ کے ڈائریکٹر جنرل، میجر جنرل (ریٹائرڈ) امیر برعام نے روانہ 9 نومبر کو مراکش کے دارالحکومت رباط کا سرکاری دورہ کیا اور مراکشی حکام سے بات چیت کی جس میں ملٹری صلاحیتوں کو بڑھانے، دفاعی سامان اور ٹیکنالوجی کے حصول، اور دفاعی صنعت، سائبر سیکیورٹی اور تربیت کے شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ دونوں فریقوں کے درمیان ملٹری شراکت داری کو وسعت دینے کے طریقوں پر غور کیا گیا۔ مراکشی وزیر عبد اللطیف لودی نے یہودی وفد کا استقبال کیا اور دونوں عہدیداروں نے ملٹری سامان و ٹیکنالوجی اور دفاعی صنعت کے حصول کے شعبے میں دونوں ریاستوں کے درمیان دوطرفہ شراکت داری میں ہونے والی پیش رفت کو سراہا۔

الرایۃ: برعام نے کہا کہ یہودی وجود کی حکومت، وفد کے اس دورے کے دوران رباط میں (اسرائیلی دفاعی اٹاشی) کے مستقل ہیڈ کوارٹر کا افتتاح کرے گی، جس کی سربراہی کرنل شارون ایتاچ کریں گے جو مراکش میں یہودی وجود کے پہلے مستقل دفاعی اٹاشی ہوں گے۔ انہوں نے "دونوں ریاستوں کے درمیان تعلقات کی مضبوطی، باہمی اعتماد و احترام، اور دونوں قوموں کے درمیان یہودی ورثے اور تاریخی روابط" پر زور دیا۔

مراکش کو یہودی وجود کے ساتھ اپنے مشکوک تعلقات میں، دن دہاڑے اور علانیہ اپنی خیانت کا اظہار کرتے ہوئے اب کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ جبکہ فرض یہ تھا کہ اس کا بادشاہ کمیٹی برائے القدس کا سربراہ ہونے کے ناتے القدس کو تسلیم کرنے کے بجائے اس کی آزادی کے لیے کام کرتا، نیز مراکشی میڈیا میں اسے امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے! تو اسے اس عظیم لقب سے کیسے پکارا جاسکتا ہے جب کہ وہ فوجی اور سیکیورٹی کی سطح پر یہودی وجود کے ساتھ تعاون کر رہا ہے، جو فلسطین، لبنان اور شام میں مومنین کی نسل کشی میں مصروف ہے، جبکہ وہ دعویٰ کے مطابق ان کا امیر ہے؟!

اور مراکش کے یہودی وجود کے ساتھ ایک شرمناک ملٹری معاہدے میں داخل ہونے کی کیا توجیہ پیش کی جاسکتی ہے، جو تمام اسلامی ممالک بشمول مراکش سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرتا ہے؟ اور وہ بھی خاص اس وقت؟!

جہاں دنیا کے بیشتر حصوں میں عوام مسلمان ممالک میں مجرم وجود کے ڈھائے جانے والے مظالم کی مذمت کر رہے ہیں، وہاں ہم مراکش کے غدار اور ایجنٹ حکمرانوں کو اس کے ساتھ اعلیٰ ترین سطح پر فوجی اور سیکیورٹی تعاون کرتے ہوئے

دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ بادشاہ اور اس کے حواری اپنے لیے اس گھناؤنے رویے کو کیسے جائز قرار دے سکتے ہیں جو شرعی احکام کی مخالفت کے علاوہ تمام انسانی اصولوں کے بھی خلاف ہے؟!

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس عجیب و غریب اور شرمناک رویے کی اس کے سوا کوئی اور تشریح نہیں ملتی کہ یہ خیانت اور ایجنٹی کی دلدل میں مزید غرق ہونا ہے۔

سوڈان میں موت کے تین پر

تحریر: استاد منذر عبد الرؤوف (ابو غفران)–ولایہ سوڈان

(ترجمہ)

آج سوڈان کے حالات کا مشاہدہ کرنے والا شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ وہاں انسان صرف ملیشیاؤں کے ہتھیاروں سے ہی نہیں مر رہا، بلکہ وہ ہر روز موت کے ان تین پروں کا شکار ہو رہا ہے جنہیں جبری سرمایہ دارانہ نظام نے جنم دیا ہے: تباہ حال تعلیم، نایاب صحت، اور مفقود امن؛ اور یہ سب خلافت کے غائب ہونے کا حتمی نتیجہ ہیں۔

پہلا پر: تعلیم – عقلوں کی موت

آج سوڈان میں تعلیم کی کیا حقیقت ہے؟ یہ ایک سکولرازم پر مبنی استعماری تعلیم ہے، جسے انگریز استعمار گر مسٹر گریفتھ نے اس لیے قائم کیا تھا تاکہ ایسے ملازم تیار کیے جا سکیں جو رٹا تو لگائیں مگر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔

تعلیم کی موت کی جھلکیاں:

- ایسے نصابِ تعلیم جو مغرب کی شان بیان کرتے ہیں اور اسلام کی تحقیر کرتے ہیں، جس سے طالب علم اپنی تاریخ سے شرمسار ہونے لگتا ہے۔
- امیروں کے لیے پرائیویٹ سکول اور غریبوں کے لیے مٹی کے سکول، جو تعلیم کے شعبے میں سرمایہ داریت کا مکمل نفاذ ہے۔
- ایسی یونیورسٹیوں کا قیام جو ہزاروں بے روزگار افراد پیدا کر رہی ہیں، کیونکہ ریاست تعلیم کو امت کی صنعتی اور زرعی ضروریات سے نہیں جوڑتی۔

خلافت کا نقطہ نظر، جیسا کہ حزب التحریر نے ریاستِ خلافت کے اپنے مسودہ دستور کی دفعہ 172 میں پیش کیا ہے:

خلافت میں تعلیم کی بنیاد اسلامی عقیدہ ہو گی، اس کا مقصد اسلامی شخصیت کی تعمیر ہے، یعنی اسلامی ذہنیت اور اسلامی نفسیات۔ ریاست کے تمام شہریوں کے لیے تعلیم مفت ہو گی، اور پرائمری مرحلے میں لازمی ہو گی۔ اس کے نصاب کو

ریاست کی ضرورت کے مطابق علماء، مجتہدین، انجینئرز اور موجدین کی تیاری سے جوڑا جائے گا، نہ کہ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کی ضروریات سے۔ چنانچہ ریاست ہی تعلیم کی مکمل ذمہ داری اٹھائے گی اور اسے پرائیویٹ سکولوں کے تاجروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑے گی۔

دوسرا پہر: صحت- جسموں کی موت

آپ بحری، الفاشر یا مدنی کے ہسپتال میں جائیں، تو آپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے موت دکھائی دے گی۔ ایسا مریض جو معائنے کی فیس بھی نہیں رکھتا، ایسی عورت جو سڑک پر بچے کو جنم دیتی ہے، اور ایسا بچہ جو ویکسین نہ ہونے کی وجہ سے ملیریا سے دم توڑ دیتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ موجودہ سرمایہ دارانہ ریاست "صحت ایک تجارتی مال ہے!" کے اصول پر عمل پیرا ہے۔ اس نے سرکاری ہسپتالوں کو تجارتی اداروں میں بدل دیا ہے اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے لیے دروازے کھول دیے ہیں جو بھاری بلوں کے ذریعے لوگوں کا معاشی استحصال کرتے ہیں، جبکہ ریاست خود دیکھ بھال کے فرض سے پیچھے ہٹ چکی ہے۔

سوڈان ایک ایسا ملک ہے جس کے پاس دوا، پانی اور درائے نیل موجود ہیں، لیکن اس کی دوائیں ڈالر سے درآمد کی جاتی ہیں کیونکہ استعماری طاقتوں کے حکم کی وجہ سے ہمارے پاس دواساز کارخانے ہی موجود نہیں ہیں۔

خلافت کا نقطہ نظر- مسودہ دستور- دفعہ 157:

اسلام میں صحت کی دیکھ بھال ریاست کے واجب فرائض میں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «**الْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ**» "حکمران نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔" چنانچہ طب اور علاج ریاست کی تمام رعایا کے لیے مفت ہو گا، خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ریاست بڑے ہسپتال اور دوائیں بنانے کے کارخانے قائم کرے گی، اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی پر پابندی عائد کرے گی۔ عثمانی خلافت کے دور میں ہسپتال (بیمارستان) مریضوں کا علاج کرتے تھے اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی فراہم کرتے تھے۔

تیسرا پہر: امن- جانوں کی موت

یہ سب سے زیادہ خطرناک معاملہ ہے، کیونکہ سوڈان آج امن وامان سے محروم ہے۔ خارطوم میں دن دہاڑے چوریاں ہو رہی ہیں، دارفور میں قبائلی بنیادوں پر قتل عام ہو رہا ہے، مشرقی حصے کو نظر انداز کیا جارہا ہے، اور ہتھیار ہر کس وناکس کے ہاتھ میں موجود ہیں۔

ہم نے امن کیوں کھو دیا؟

1- کیونکہ ریاست خود ملیشیاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے، یعنی فوج، ریپڈ سپورٹ فورسز (Rapid Support Forces) اور مسلح تحریکیں، جس کی وجہ سے ہتھیاروں پر اس کی اجارہ داری ختم ہو چکی ہے۔

2- کیونکہ یہ انسان کے بنائے ہوئے وضعی قانون سے حکومت کرتی ہے جو مجرموں کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا؛ لہٰذا چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے اور قاتل سے قصاص نہیں لیا جاتا۔

3- کیونکہ اس نے شرعی احکام کے بجائے قبائلی اور سماجی معاہدوں کے ذریعے امن قائم کرنے کی کوشش کی۔

خلافت کا نقطہ نظر:

خلافت میں امن کا قیام ریاست پر فرض اور اس کے اہم ترین واجبات میں سے ہے، چنانچہ وہ درج ذیل اقدامات نافذ کرے گی:

- اسلام کا عبرت ناک نظامِ عقوبات (قصاص، حدود، تعزیر) جو مجرم کو جرم کے ارتکاب سے پہلے ہزار بار سوچنے پر مجبور کر دے گا۔
- قبائلیت کا خاتمہ کرے گی اور صرف اسلامی عقیدے کو ہی اتحاد کا واحد ذریعہ بنائے گی۔
- صرف ایک فوج یعنی خلافت کی فوج ہو گی، نہ کہ دو فوجیں، اور تمام ہتھیار صرف ریاست کے قبضے میں ہوں گے۔

اے سوڈان کے لوگو! موت کے ان تین پروں (تعلیم، صحت، امن) کا علاج پیوند کاری سے نہیں ہو سکتا، نہ تنظیموں کے کسی اقدام سے، نہ ٹیکنوکریٹ حکومت سے، اور نہ ہی جمہوری انتخابات سے؛ بلکہ اس کا علاج سرمایہ دارانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ اسلامی نظام کو نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے تحت قائم کرنے میں ہے۔ یہی وہ واحد نظام ہے جو تعلیم کو عبادت، صحت کو دیکھ بھال، اور امن کو حقیقت بناتا ہے، کیونکہ وہ اللہ

عزوجل کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکومت کرتا ہے۔ ﴿ **وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ** ﴾ "اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، پس تم اسی کی پیروی کرو اور دیگر راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس کے راستے سے الگ کر دیں گے۔" (سورۃ الانعام:153)

کیا عالمی معیشت مضبوط ہے یا اس کی سکت ختم ہونے کے قریب ہے؟

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کی رپورٹ کا ایک تجزیاتی مطالعہ: اکتوبر 2026

تحریر: استاد نبیل عبدالکریم

(ترجمہ)

جب بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) نے اکتوبر 2026 میں عالمی معیشت کے منظر نامے پر اپنی رپورٹ کے لیے "دباؤ کے تحت سکت اور فوری اقدامات کے اختیارات" کا عنوان منتخب کیا، تو پہلی نظر میں یوں لگا کہ وہ مارکیٹوں اور ممالک کو اطمینان کا پیغام دے رہا ہے۔ اس پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ عالمی معیشت نے جنگوں، توانائی کے بحرانوں، افراطِ زر (مہنگائی) اور تجارتی کشیدگی کا سامنا کیا ہے، لیکن پھر بھی وہ مکمل عالمی کساد بازاری کا شکار نہیں ہوئی۔ لیکن فنڈ یہ نہیں کہہ رہا کہ عالمی معیشت بہترین حالت میں ہے، بلکہ وہ زیادہ باریک اور خطرناک بات بتا رہا ہے: عالمی معیشت ابھی تک سنبھلی ہوئی تو ہے، لیکن اس کے سنبھلے رہنے کی سکت اب ختم ہو رہی ہے۔

آئی-ایم-ایف کی توقع کے مطابق 2026 میں عالمی معیشت کی شرحِ نمو 3.1 فیصد رہے گی، جو 2027 میں بڑھ کر 3.4 فیصد ہو جائے گی۔ لیکن اس نمو کے ساتھ عالمی افراطِ زر (مہنگائی) بھی 2026 میں 4.7 فیصد تک بڑھنے کی توقع ہے، جو 2027 میں کم ہو کر 4.1 فیصد پر آئے گی، جبکہ فنڈ اس بات پر زور دیتا ہے کہ خطرات کا جھکاؤ منفی پہلو کی طرف ہے۔ پس اصل مسئلہ اس عدد میں نہیں ہے؛ عالمی معیشت واقعی نمو کر رہی ہے، لیکن مسئلہ لفظ 'نمو' کی تشریح کے طریقہ کار میں ہے۔ معاشی نمو کا مطلب لازمی طور پر یہ نہیں ہوتا کہ معیشت پہلے سے زیادہ صحت مند ہو گئی ہے۔ معیشت اس وقت بھی نمو کر سکتی ہے جب قرضے بڑھ رہے ہوں، قرض لینے کی لاگت میں اضافہ ہو رہا ہو، قوتِ خرید کم ہو رہی ہو اور

ممالک اپنے مالیاتی ذخائر ختم کر رہے ہوں؛ اور آئی ایم ایف خود یہی اعتراف کر رہا ہے۔ فنڈ کی سربراہ کرسٹالینا جارجیوا (Kristalina Georgieva) کا کہنا ہے کہ عالمی معیشت، مسلسل جھٹکوں کے باوجود ابھی تک قائم ہے، لیکن یہ برداشت اب اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ مالیاتی گنجائش اور توانائی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں، جبکہ متعدد علاقوں میں مہنگائی اب بھی بلند سطح پر موجود ہے۔

عالمی نمو ایک گہرے معاشی تقسیم کو چھپائے ہوئے ہے

عالمی نمو کے لیے صرف ایک عدد استعمال کرنے کا سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے جیسے تمام ممالک ایک جیسے حالات سے گزر رہے ہوں۔ لیکن آئی ایم ایف کھلے طور پر کہتا ہے کہ معاشی پائیداری اب غیر مساوی اور روز بروز زیادہ مہنگی ہوتی جا رہی ہے۔ جو ممالک مصنوعی ذہانت (AI) کی سپلائی چینز میں شامل ہیں یا جنہیں سازگار تجارتی شرائط حاصل ہیں، وہ بہتر کارکردگی دکھا رہے ہیں۔ اس کے برعکس، کم آمدنی والے اور توانائی برآمد کرنے کے بجائے درآمد کرنے والے ممالک، خصوصاً وہ جو ٹیکنالوجی کی اس لہر سے باہر ہیں، انتہائی سخت حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "عالمی معیشت ترقی کر رہی ہے" کا جملہ شماریاتی طور پر تو درست ہو سکتا ہے، لیکن سیاسی طور پر ناکافی ہے۔

بڑا تضاد: مصنوعی ذہانت نمو کو بچا رہی ہے... اور یہی خطرے کا باعث بھی بن سکتی ہے

موجودہ عالمی نمو کا ایک اہم حصہ مصنوعی ذہانت اور اس سے متعلقہ بنیادی ڈھانچے (انفراسٹرکچر) میں سرمایاکاری کے نتیجے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی معیشت توانائی کی بلند قیمتوں کے منفی اثرات کا کچھ حصہ پورا کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ فنڈ ٹیکنالوجی کے اس ابھار کو طلب، سرمایاکاری اور تجارت کے لیے ایک مثبت پیش رفت قرار دیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ خبردار بھی کرتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کی سپلائی چینز چند مخصوص ممالک، شعبوں اور کمپنیوں تک محدود ہیں، جس سے رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ، مصنوعی ذہانت کے منافع کی توقعات کی دوبارہ قیمت بندی مالیاتی تصحیح اور مارکیٹ کی بے چینی کا سبب بن سکتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں، ایک تضاد موجود ہے: جو انجن آج عالمی معیشت کو سنبھالا دیے ہوئے ہے، وہی کل اس کی کمزوری کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ کوئی محض نظریاتی بات نہیں ہے؛ ایشیائی مارکیٹوں میں حال ہی میں شدید اتار چڑھاؤ دیکھا گیا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت کے اس ابھار کے قائم رہنے کے بارے میں خدشات بڑھ رہے ہیں۔

جنگ اور توانائی: سب سے خطرناک امتحان

آئی-ایم-ایف جنگ کے نتیجے میں توانائی اور اشیا کی قیمتوں میں اضافے کو سپلائی کے لیے ایک منفی جھٹکا قرار دیتا ہے؛ یعنی یہ قیمتوں کو بڑھاتا ہے اور ساتھ ہی معاشی سرگرمیوں پر دباؤ ڈالتا ہے۔ یہ ایک انتہائی حساس مساوات ہے: توانائی کی قیمتوں میں اضافہ، پھر مہنگائی میں اضافہ، پھر سخت مالیاتی پالیسی، پھر قرض کی لاگت میں اضافہ، پھر سرمایاکاری اور کھپت میں کمی، اور بالآخر معاشی نمو میں سستی۔

اسی لیے جنگ کا جاری رہنا یا اس کا پھیلنا صرف ایک جیوپولیٹیکل مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک عالمی معاشی بحران میں بدل سکتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ 2027 کے لیے فنڈ کی کچھ توقعات مخصوص جیوپولیٹیکل مفروضوں پر مبنی ہیں، جن میں آبنائے ہرمز کے ذریعے جہاز رانی کا تدریجی طور پر معمول پر آنا شامل ہے۔ رائٹرز (Reuters) کے تجزیے کے مطابق، اگر 2027 کی پہلی سہ ماہی کے دوران خام تیل کی قیمت 130 ڈالر فی بیرل سے اوپر رہتی ہے، تو اس سے اگلے سال کی معاشی نمو میں تقریباً آدھا فیصد کمی ہو سکتی ہے۔

آج قرض لینے کی لاگت بڑھ رہی ہے، سود (ربا) کی ادائیگیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، اور وہ مالیاتی گنجائش کم ہو رہی ہے جسے ممالک نیا بحران آنے پر استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی لیے آئی-ایم-ایف زیادہ قرضوں اور خسارے والے ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مالیاتی انضباط شروع کریں اور قرض و خسارے کو کم کرنے کی سمت گامزن ہوں، نیز مالیاتی گنجائش کو فوری طور پر دوبارہ بحال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ عالمی معیشت اس لیے نہیں گری کیونکہ ممالک اور اداروں نے جھٹکوں کو برداشت کرنے کے لیے نظام کے تحت موجود سہائر (بفرز) کا استعمال کیا۔ لیکن ہر وہ سہارا جو ایک بار استعمال ہو جائے، اگلی بار نظام کی حفاظت کرنے کی صلاحیت کم رکھتا ہے؛ اور یہی اس رپورٹ میں دیے گئے انتباہ کا اصل لبِ لباب ہے۔

آئی-ایم-ایف کھلے عام اعلان کر رہا ہے کہ خطرات کا جھکاؤ منفی پہلو کی طرف ہے، اور وہ جنگ، توانائی، قرضوں، تجارت، مصنوعی ذہانت اور مالیاتی گنجائش میں کمی سے خبردار کر رہا ہے۔ اگر ہم اس کی رپورٹ کو فنی زبان سے آزاد کر کے دیکھیں، تو اس کا پیغام یہ کہنے کے قریب ہے: عالمی معیشت پے در پے جھٹکوں کے سلسلے سے نکلنے میں تو کامیاب رہی ہے، لیکن اس کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے، اور جن گنجائشوں نے ممالک کو جھٹکے برداشت کرنے کا موقع دیا تھا وہ اب تنگ

ہو رہی ہیں۔ اس لیے اگلا جھٹکا آنے سے پہلے ذخائر کو دوبارہ بحال کرنا ضروری ہے؛ اور یہ کسی صورت مکمل اطمینان دلانے والا پیغام نہیں ہے۔ آنے والے مہینوں میں فنڈ کی توقعات کی سچائی کو پانچ اشاریوں کے ذریعے پرکھا جا سکتا ہے:

اول: افراطِ زر (مہنگائی)۔ کیا یہ مسلسل کم ہوتا رہے گا یا توانائی اور خوراک کی قیمتیں اسے دوبارہ اوپر لے جائیں گی؟

دوم: بانڈز کی شرحِ منافع (عوائد السندات)۔ اگر یہ مسلسل بڑھتی رہی، تو اس کا مطلب ہے کہ مارکیٹیں ممالک سے اپنے قرضوں کی فنڈنگ کے لیے زیادہ قیمت طلب کر رہی ہیں۔

سوم: تیل اور توانائی کی قیمتیں۔ اس جھٹکے کا جاری رہنا معاشی نمو اور مہنگائی کی توقعات کو سخت امتحان میں ڈال دے گا۔

چہارم: مصنوعی ذہانت۔ کیا موجودہ سرمایاکاری حقیقی پیداواری صلاحیت اور منافع میں تبدیل ہو پائے گی، یا ہم قدر کی دوبارہ تعیین میں تصحیح دیکھیں گے؟

پنجم: عمومی سرکاری قرضہ۔ کیا قرض کی شرح مستحکم اور کم ہونا شروع ہو جائے گی، یا یہ مسلسل بڑھتی رہے گی؟

اگر یہ اشاریے بہتر ہوتے ہیں، تو یہ کہنا ممکن ہو گا کہ معیشت کی "پائیداری" واقعی ایک حقیقی استحکام کی شروعات تھی۔ لیکن اگر یہ سب مل کر بگڑ جاتے ہیں، تو "پائیداری" کا لفظ ایک ایسے عارضی مرحلے کی عکاسی کرے گا جس کے دوران نظام مسئلے کو حل کرنے کے بجائے صرف ٹالنے میں کامیاب ہوا تھا۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ ہمیں ایک صحت مند عالمی معیشت پیش نہیں کر رہا؛ بلکہ ایک ایسی معیشت دکھا رہا ہے جو زخمی ہونے کے باوجود ابھی تک اپنے قدموں پر کھڑی ہے۔ اور یہ ایک اہم فرق ہے؛ 3.1 فیصد کی متوقع عالمی نمو کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ خطرات ختم ہو گئے ہیں، مصنوعی ذہانت میں سرمایاکاری کے اضافے کا مطلب یہ نہیں کہ معیشت زیادہ مستحکم ہو گئی ہے، اور مالیاتی تباہی کا نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ جھٹکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ختم نہیں ہوئی۔ اس کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ آئی-ایم-ایف خود کہہ رہا ہے کہ موافقت کی گنجائشیں سکڑ رہی ہیں، خطرات منفی پہلو کی طرف مائل ہیں، اور مالیاتی ذخائر و توانائی کے ذخائر ختم ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اکتوبر 2026 کی رپورٹ میں سب سے خطرناک بات وہ نہیں جو یہ عالمی معیشت کی پائیداری کے بارے میں کہتی ہے، بلکہ وہ ہے جو یہ سطروں کے درمیان آنے والے جھٹکے کے سامنے اس معیشت کی برداشت کے بارے میں بتاتی ہے۔

اور یہیں معیشت سے زیادہ ایک سیاسی مسئلہ چھپا ہے: جو نظام مستحکم نظر آنے کے لیے اپنے ذخائر کو استعمال کر ڈالے، وہ بحران کو ٹالنے میں تو کامیاب ہو سکتا ہے، لیکن اس نے لازمی طور پر اسے حل نہیں کیا ہوتا۔ یہاں ایک بنیادی حقیقت سامنے آتی ہے: سرمایہ داریت (Capitalism) اپنی ساخت میں جو تضادات رکھتی ہے، انہی سے بحرانوں کے بیج پھوٹتے ہیں جو واپس آ کر نظام کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ اور آج خرابی کی علامات پہلے سے کہیں زیادہ واضح ہیں؛ معاشی تفاوت کے بڑھنے اور دولت کے جمع ہونے سے لے کر انسان اور معاشرے کی قیمت پر صرف منافع اور مفاد کے منطق کا غلبہ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس نظام کے نتائج و اثرات کے خلاف، اور ان بحرانوں کا بنیادی حل نکالنے میں ناکامی کے خلاف دنیا بھر میں شدید بے چینی دیکھ رہے ہیں؛ کیونکہ جن آلات نے بحران پیدا کیے، انہی کو استعمال کر کے بحران سے نکلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسلام بحران کی علامات کے محض جزوی حل پیش نہیں کرتا، بلکہ انسان، مال، معیشت اور معاشرے کے بارے میں ایک الگ تصور پیش کرتا ہے۔ یہ وہ اقدار اور احکام قائم کرتا ہے جن کا مقصد عدل کا قیام، انسانی وقار کا تحفظ، اور اس کی ضروریات و معاشرتی وسائل کے استحصال کو روکنا ہے۔ اس نقطہ نظر سے، ایک مختلف مستقبل کی تلاش کو کسی قائم شدہ ماڈل کے گرنے کے انتظار تک محدود نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ حقیقی تبدیلی کے لیے شعور، ارادے اور ذمہ داری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم اپنی امت کے اہلِ قوت و منعت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسا موقف اپنائیں جو اسلام کو عزت دے اور اسے بین الاقوامی میدان میں واپس لائے؛ اور وہ ہے نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کرنا۔

اے پاکستان کی افواج! امریکہ کے چنگل سے امت کو بچانے کی سب سے بڑی ذمہ داری تمہاری ہے

اے پاکستان کے مسلمانو: امریکہ کے گٹھ جوڑ کے اس جال کو مسترد کر دو، جو دنیا میں تکلیف اور آخرت میں عذاب لاتا ہے، اور ان تمام معاہدوں کو رد کر دو جو اس کے ایجنٹوں نے اس کے ساتھ کیے ہیں۔ اور جان لو کہ شرعی حکم نے ان کافروں سے اتحاد قائم کرنا حرام قرار دیا ہے جو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں یا ان سے جنگ کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں، جیسا کہ امریکہ کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الظَّالِمُونَ**﴾ "اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی، تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی، اور جو ان سے دوستی کرے گا وہی ظالم ہیں۔" [سورۃ الممتحنۃ:9]

اور اسلامی ممالک کے درمیان معاہدوں کو مسترد کرو اور اس کے بجائے انہیں ایک واحد اسلامی ریاست میں متحد کرنے کا مطالبہ کرو۔ اسلامی ممالک میں قائم ریاستوں کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ خلافت کے سایہ تلے ان کو متحد کرنا فرض ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «**وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ**» "اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، بلکہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے" صحابہ نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: «**فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ**» "ایک کے بعد دوسرے (پہلے) خلیفہ کی بیعت کو پورا کرو۔" (رواہ مسلم)

امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی اپنی شرح میں فرمایا: (اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ کی بیعت کی جائے تو پہلے کی بیعت صحیح ہوتی ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے، اور دوسرے کی بیعت باطل ہوتی ہے جس کا پورا کرنا حرام ہے اور اس کے لیے بیعت کا طلب کرنا بھی حرام ہے، خواہ انہوں نے پہلے کے عقد سے علم رکھتے ہوئے دوسرے کا عقد کیا ہو یا نہ رکھتے ہوں، اور خواہ وہ دونوں دو شہروں میں ہوں یا ایک ہی شہر میں...)۔

اے پاکستان کی فوج: اسلامی ممالک میں امریکی استعمار دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے اب تک اپنی کمزور ترین حالت میں ہے۔ وہ اپنے ایجنٹوں اور پیروکاروں کے ساتھ اپنے معاہدوں کے جال، اور ان کے باہمی معاہدوں پر انحصار کرتا ہے۔ اگرچہ تمام مسلم افواج ان دہائیوں کے دوران امریکی استعمار کو ختم کرنے میں ناکامی کی ذمہ دار ہیں، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے دی گئی زبردست طاقت کی وجہ سے تم سب سے زیادہ ذمہ دار ہو۔ تمام اسلامی ممالک کو خلافت کے سایہ تلے متحد کرنے کے فطری عمل کو شروع کرنے کے لیے صرف ایک طاقتور مسلم ملک کی ضرورت ہے، اور وہ پاکستان کیوں نہیں ہو سکتا؟! لہٰذا غداروں کا تختہ الٹ دو، امریکہ کے ساتھ تمام معاہدوں کو پاش پاش کر دو، اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ قائم کرنے کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کرو۔

افغانستان اور پاکستان میں صاحبِ اقتدار اور بااثر مخلصین کے نام

G20 کے حالیہ اجلاس میں، امریکی وزیرِ خارجہ روبیو (Rubio) نے دعویٰ کیا کہ امریکہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحدی اور سیاسی تنازعات میں ثالثی کے لیے تیار ہے۔

اس کے ردِ عمل میں حزب التحریر / ولایہ افغانستان کے میڈیا آفس نے ایک پریس ریلیز میں اس بات کی تاکید کی کہ یہ بیانات امریکہ کے سیاسی فریب کی ایک اور مثال اور سفارت کاری اور ثالثی کے نقاب میں اپنے استعماری اہداف کو چھپانے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ یہ بیانات امریکہ کے دوہرے معیار کی عکاسی کرتے ہیں؛ وہ ایک طرف پاکستان کے ساتھ قریبی فوجی اور سیکیورٹی تعلقات برقرار رکھتا ہے اور افغانستان پر سیاسی اور سیکیورٹی دباؤ ڈالنے میں کردار ادا کرتا ہے، اور دوسری طرف خود کو ثالث کے روپ میں پیش کرتا ہے، جبکہ اصل میں وہ اپنے نفوذ کو مضبوط بنانے اور اپنے مفادات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہم نے بارہا اس بات کی تاکید کی ہے کہ پاکستان کی طرف سے افغانستان کے خلاف اپنائی جانے والی دباؤ، دھمکی اور سرحد پار بمباری کی پالیسی خالصتاً ایک امریکی منصوبہ ہے، جسے پاکستان کی فوج اور اس کے غدار حکمران واشنگٹن کی طرف سے نافذ کر رہے ہیں۔

اور بیانیے میں افغانستان اور پاکستان میں صاحبِ اقتدار اور بااثر مخلصین کے نام ایک پیغام بھیجا گیا: ان دونوں مسلم ممالک کے درمیان تصادم مسلمانوں کی طاقت اور صلاحیتوں کو کمزور کرنے اور غیر ملکی قوتوں کی مزید مداخلت کا راستہ ہموار کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں کرے گا۔ لہٰذا شریعت کے احکام اور درست سیاسی بصیرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس تباہ کن فتنے کا خاتمہ کریں، اور قومی و وطنی مفادات پر مبنی پالیسیوں کو ترک کر کے اپنے حقیقی اسلامی پیغام کی طرف متوجہ ہوں؛ یعنی دوسری خلافتِ راشدہ کا قیام، اسلامی امت کے اتحاد کا حصول، اور دنیا بھر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی تمکین اور اسے غالب کرنا۔